عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۱۷ تا ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ ر ستمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۳۵/۳۶

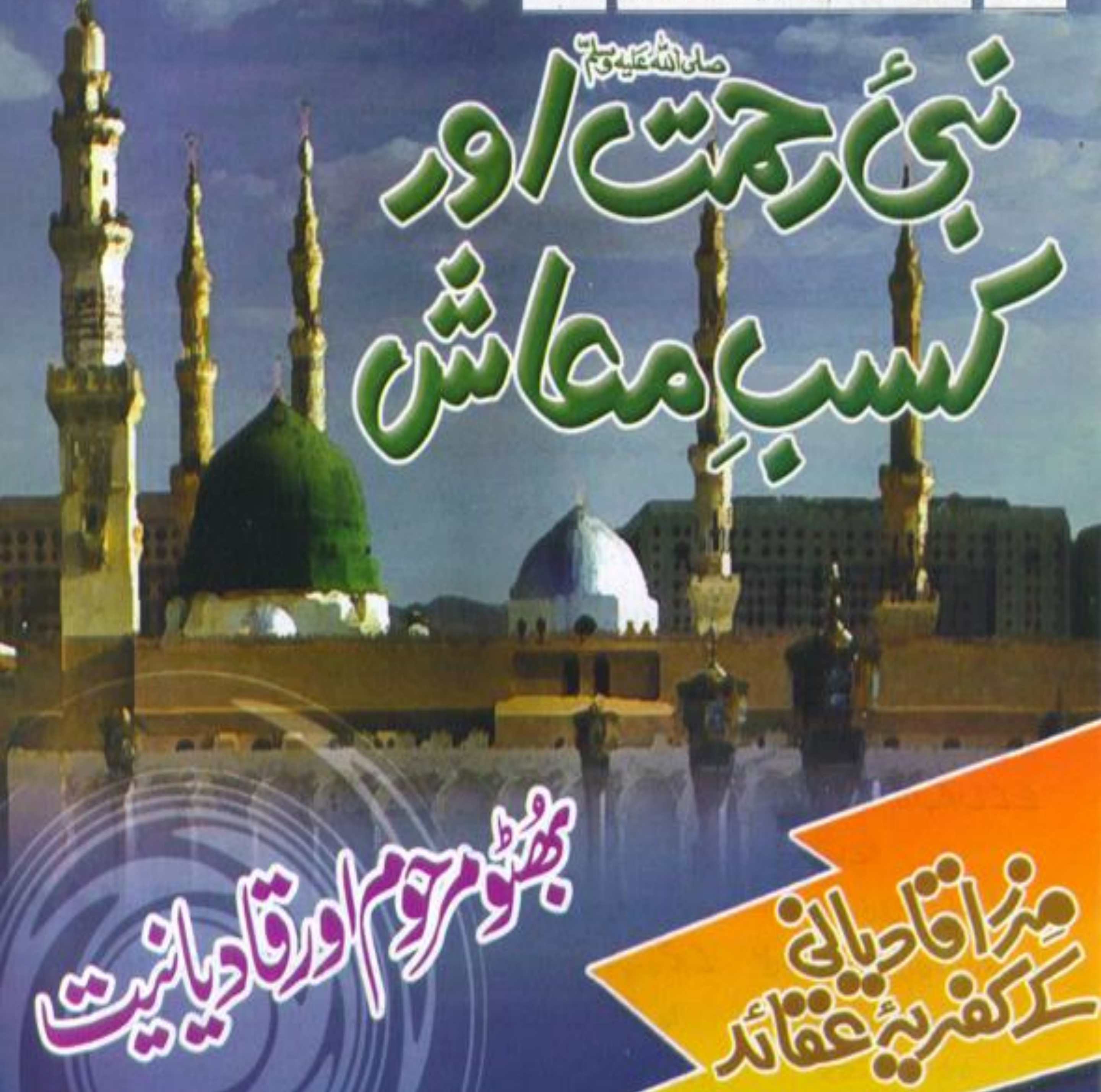


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

## نعت میں میوزک

(محمد نعیم' لاہور)

س:...... آج کل مختلف کمپنیاں نعتوں میں میوزک شامل کر رہی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:...... میوزک خواہ کسی شے کے ساتھ شامل ہو' اس کا سننا حرام ہے۔ چنانچہ نعت ہی کیا' اگر خدانخواستہ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ میوزک شامل کر لیا جائے تو ایسی تلاوت سننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

## رسم و رواج کی جکڑ بندیاں

(علی احمد' بلوچستان)

س:...... میں سرکاری ملازمت کرتا ہوں' لیکن اب تک میری شادی نہیں ہوئی' اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے جہیز سے نفرت ہے' جبکہ ہمارے علاقے میں لڑکے والے جہیز دیتے ہیں' جو تقریباً ایک لاکھ تک ہوتا ہے' جبکہ میری مالی حالت اچھی نہیں ہے' اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... شریعت نے نکاح کو آسان بنایا تھا اور زنا کو مشکل' مگر افسوس! کہ اب لوگوں نے رسم و رواج کی جکڑ بندیوں میں اپنے آپ کو جکڑ کر نکاح کو مشکل بنا دیا ہے۔ آپ کسی دوسری برادری میں نکاح کر لیں اور مناسب حق مہر کا انتظام کر لیں اور اپنی پاکیزہ زندگی گزاریں۔ دیکھا جائے تو موجودہ دور میں اکثر و بیشتر بے راہ رویوں اور زناکاریوں کا سبب یہی رسم و رواج ہے' کیونکہ جب کسی کے پاس اتنی رقم نہ ہوگی تو وہ نکاح کے بجائے غلط کاری کی راہ اختیار کرے گا۔

## لڑکے' لڑکی کے حقوق

(الماس خان' راولپنڈی)

س:...... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لڑکا' لڑکی کے حقوق برابر ہیں' جبکہ دیکھا گیا ہے کہ والدین لڑکوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں' اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... بحیثیت اولاد لڑکے' لڑکی کے برابر کے حقوق ہیں' جو لوگ لڑکوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کرتے ہیں' وہ مشرکین مکہ کا کردار ادا کرتے ہیں' ایسے لوگوں کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہئے۔

## جائیداد پر بیٹی کا حصہ کم کیوں؟

(محمد شہزاد' لندن)

س:...... اسلام میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں بیٹا اور بیٹی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... بیٹے کو شرعاً بیٹی کی نسبت دوہرا حصہ ملے گا' کیونکہ لڑکے پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں' اس لئے کہ لڑکا گھر کے اخراجات کا کفیل ہے' اس کے ذمہ چھوٹے اور نابالغ بہن بھائیوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے' اگر ماں زندہ ہے تو اس کے اخراجات کا بھی وہی کفیل ہوگا' بیوی بچوں کی ذمہ داری بھی اس کی ہے' جبکہ لڑکی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے' جب تک ماں باپ یا بھائی کے گھر میں ہے تو اس کے اخراجات ان کے ذمہ ہیں' شادی کے بعد شوہر کے (ذمہ)' شوہر کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر اس کی ذمہ داری ہے' اگر کوئی نہ ہو' تب بھی بیت المال اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔

## تلاوتِ قرآن کا ایصالِ ثواب

(سید ارشاد حسین' کراچی)

س:...... کیا فوت شدہ لوگوں کے بخشنے کے لئے تلاوت قرآن کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بھجوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:...... جی ہاں مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشا اور ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔

☆☆......☆☆

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس



## مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد


جلد: ۳۰ ۱۷ تا ۳۰ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ء شمارہ: ۳۶/۳۵


## سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

## تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| مذہبی دہشت گرد کون؟ مسلمان یا مغربی عوام؟ | ۵ | مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ |
| نبی رحمت ﷺ اور کسب معاش | ۷ | مولانا توحید عالم بجنوری |
| نظریۂ پاکستان کے دشمن | ۱۱ | مولانا محمد ازہر |
| حجۃ الوداع کا پیغام امت مسلمہ کے نام | ۱۳ | مولانا نصیر الدین قاسمی |
| بھٹو مرحوم اور قادیانیت | ۱۷ | محمد وقاص سعید |
| ۷ ستمبر... ایک تاریخ ساز دن | ۱۹ | مولانا مفتی خالد محمود |
| مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد | ۲۳ | مولانا ایاز احمد حقانی |
| حاجی اشفاق احمدؒ بھی چل بسے | ۲۷ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |


## ضروری اعلان

کراچی میں حالیہ شدید بارشوں اور نامساعد حالات کی وجہ سے شمارہ نمبر ۳۵، ۳۶ یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ پرچے کی چھپائی اور ترسیل میں تاخیر پر ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


## زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

## زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

# دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

## نیک اعمال میں جلدی کرنا چاہئے

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال جلدی سے کرلو، تمہیں کس چیز کا انتظار ہے سوائے ایسے فقر کے جو آدمی کو اپنے آپ سے بھلادے، یا ایسی مال داری کا جو آدمی کو سرکش بنادے، یا ایسی بیماری کا جو جسم کو ناکارہ کردے، یا ایسے بڑھاپے کا جو آدمی کو سٹھیادے، یا موت کا جو یہاں سے کوچ کرادے، یا دجال کا، پس دجال ایک غائب شر ہے جس کا انتظار ہے، یا قیامت کا، پس قیامت بہت ہی ہولناک اور تلخ حقیقت ہے۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۵۴)

اس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عمر، صحت اور فراغت کی نعمت سے نوازا ہو، اسے زندگی کے ہر لمحے کو غنیمت سمجھ کر نیک اعمال اور آخرت کی تیاری میں خرچ کرنا چاہئے، خدا جانے کل کیا مانع پیش آجائے اور آدمی آخرت کے لئے نیک اعمال کا خاطر خواہ ذخیرہ جمع نہ کرسکے۔

نفس و شیطان آدمی کو پٹی پڑھاتے ہیں کہ میاں! ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ چار دن خوب عیش کرلو اور پھر توبہ کرلینا اور نیک عمل بھی کرلینا، ابھی کیا جلدی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی شیطانی و نفسانی وسوسے کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ آج ہی نیک اعمال میں سبقت کرے، خدا جانے کل کیا ہو؟ ہوسکتا ہے کہ خدانخواستہ کل آدمی ایسا فقیر ہوجائے کہ پیٹ کی فکر میں اسے اپنے آپ کا ہوش نہ رہے، یا ایسا مال دار ہوجائے اور نودولتی کے نشے میں ایسا مست ہو کہ خدا سے سرکش ہوجائے اور نیک اعمال کی توفیق سلب ہوجائے، یا کسی بیماری یا حادثے کا شکار ہوکر اُٹھنے بیٹھنے سے ہی لاچار ہوجائے، اور اگر فرض کرو ان میں سے کوئی حادثہ بھی پیش نہیں آتا تو جوانی کے بعد بڑھاپے کی آفت سامنے ہے، جس میں آدمی کے اعضا جواب دے دیتے ہیں اور جسم کی قوتیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں، اور پھر موت ہر شخص کے سامنے کھڑی ہے، وہ جب آئے گی تو یہاں سے کوچ کرتے ہی بنے گی، اور اگر کسی کو شیطان کی طرح قیامت تک کی زندگی بھی فرض کرو مل جائے تو دجال کے فتنے کا سامنا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندے ہی محفوظ رہیں گے، اور پھر اس کے بعد قیامت کا سامنا ہے جس سے بڑھ کر کوئی آفت اور تلخ حادثہ نہیں۔ جس شخص کے سامنے اتنی آفات منہ کھولے کھڑی ہوں وہ اگر اپنا وقت لیت و لعل اور آج کل میں ضائع کردے، اس سے بڑا احمق کون ہوگا...؟

## موت کو یاد رکھنا

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لذتوں کو ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۵۴)

دُنیا کی ساری لذتیں اور ساری خوشیاں اس ناپائیدار زندگی تک محدود ہیں، جب رُوح و بدن کا رشتہ ٹوٹ جائے گا تو یہ عیش و عشرت اور مسرت و شادمانی کے سارے اسباب دھرے رہ جائیں گے، انسان کی غفلت اور جھوٹی لذتوں پر قناعت کا سبب یہی ہے کہ موت کا بھیانک چہرہ اس کی نظر سے اوجھل ہے، اگر غفلت کا غبار چھٹ جائے، موت اور موت کے بعد کا منظر اس کے سامنے رہے تو اسے دُنیا کی کسی چیز سے دل بستگی نہ رہے، مرتے ہی یہ ساری چیزیں اس سے چھن جائیں گی اور وہ بیک بنی و دوگوش خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا جائے گا۔ جس چہیتی بیوی کے لئے اپنے دین کو بگاڑا تھا، جس پیاری اولاد کے لئے اپنی آخرت برباد کی تھی، جن عزیز و اقارب کی خاطر اپنی عاقبت سے بے پروا تھا، ان میں سے کوئی بھی تو ساتھ نہیں دے گا، نہ کوٹھی بنگلہ اور مال و دولت ساتھ جائے گی، قبر کی تنگ و تاریک کوٹھری میں اس کو تن تنہا جانا ہوگا، چند دن بعد اس کا جسم، جس کے بنانے سنوارنے پر گھنٹے لگاتا تھا، گل سڑ جائے گا اور کیڑوں کی خوراک بنے گا، یہ ہے موت کا ظاہری نقشہ۔

باقی رہیں اس کی رُوحانی سختیاں، جان کنی کا عذاب، فرشتوں کا سامنا، قبر کے عذاب کی کیفیت، اس کا اندازہ تو چشمِ تصور سے بھی نہیں کیا جاسکتا۔ موت کو یاد رکھنا بہت ضروری بھی ہے اور بڑی عبادت بھی، یہ مرضِ غفلت کا تریاق بھی ہے اور دُنیوی پریشانیوں سے نجات کا علاج بھی، یہ آدمی کے لئے تازیانۂ عبرت بھی ہے اور کلید سعادت بھی۔ اس شخص سے بڑا بدنصیب کون ہوگا جو اپنی موت کو بھول جائے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح بصیرت عطا کریں۔ ☆☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

# مذہبی دہشت گرد کون؟ مسلمان یا مغربی عوام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اتوار ۱۲؍شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۱؍ستمبر ۲۰۱۱ء روزنامہ ایکسپریس کراچی کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع ہوئی ہے کہ:

’’ایتھنز (این این آئی) ایتھنز کے قریبی علاقہ جات آغیوا نار گیروا، الیون اور اتا لوسیا کے مختلف مقامات پر اسلام دشمن عناصر نے (نعوذ باللہ) گستاخی کی انتہا کردی اور مسلسل تین روز تک پاکستانیوں کی دکانوں، رہائش گاہوں اور مساجد کے قریب توہین آمیز خاکوں اور دیگر شرانگیز مواد کے حامل پرچے پھینکے گئے، ان اوراق کے ملنے کے بعد پاکستانی برادری سمیت دیگر مسلم کمیونٹیز کے اندر بھی تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے، پاکستان کمیونٹی کا ایک اہم اجلاس مسجد دارالسلام میں ہوا، جس میں واقعے کی مذمت کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ اس شرانگیزی کو ختم کرنے کی خاطر ہر سطح پر احتجاج اور ردعمل ظاہر کیا جائے گا، مزید برآں ایتھنز کے علاقہ نیکیا میں تحریک منہاج القرآن یونان کے ایک خطیب صوفی عبیداللہ چشتی کو گزشتہ شب مسجد سے گھر جاتے ہوئے ایک درجن کے قریب افراد نے روک کر سخت تشدد کا نشانہ بنایا جبکہ اسی شام مزید دس کے قریب پاکستانیوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔‘‘

اسی طرح روزنامہ امت کراچی پیر ۱۳؍شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۲؍ستمبر ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں یہ خبر ہے کہ نائن الیون کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف جرائم پر امریکی پولیس خاموش، مسلم خواتین کے حجاب نوچ کر مغلظات بکی جاتی ہیں، داڑھی، پگڑی کے باعث تشدد معمول ہے، ہزاروں افراد نوکریوں سے محرومی اور کاروبار بندش کے باعث امریکا سے نکلنے پر مجبور ہوگئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

’’واشنگٹن (امت نیوز) امریکا میں ۱۰ سال قبل مسلمانوں کے خلاف نفرت کی بنیاد پر شروع ہونے والے حملے بدستور جاری ہیں۔ نائن الیون کے فوری بعد امریکا بھر میں نفرت کی بنیاد پر جرائم ۷ اگنا بڑھے۔ آج بھی خواتین کے حجاب نوچے جاتے ہیں۔ مسلم وسکھ مردوں کو ان کی داڑھیوں اور پگڑی کی وجہ سے حملوں اور مغلظات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ نائن الیون کے بعد ہزاروں پاکستانی نوکریوں سے محروم کئے گئے۔ ان کے کاروبار بند ہوئے اور وہ امریکا چھوڑنے پر مجبور کردیئے گئے۔ ۲۰۱۰ء میں بھی امریکا میں مسلم آبادی کے ۴۳ فیصد نے پُرتشدد حملوں اور تعصب کی شکایات درج کرائیں۔ اس سے کہیں زیادہ تعداد ملزمان کو سزا نہ ملنے کے امکان کی وجہ سے پولیس میں شکایات تک درج نہیں کراتے۔ نیویارک میں انسانی حقوق کی تنظیم کے ڈائریکٹر فہد احمد کا کہنا ہے کہ نائن الیون کے فوری بعد ہمارے پاس متعدد پاکستانی نژاد شہریوں کو اٹھائے جانے کے کیسز آنے لگے تھے۔ اب بھی پولیس لوگوں کو روک کر ان کے مذہب کے بارے میں پوچھتی ہے۔ مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کس مسجد میں جاتے ہو، وہاں خطبے میں کیا کہا جاتا ہے۔ متعدد اب بھی مختلف جیلوں میں ہیں۔ ۱۰ برسوں میں ہزاروں ایسے کیس درج کئے گئے، جن میں مسلمانوں اور ان کی مساجد یا اسلامی مراکز کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ حجاب پہنی خواتین کو تشدد اور بدسلوکی کا شکار کیا جارہا ہے۔ عرب النسل جہان السعید نے بتایا کہ ۲۰۰۹ء وہ حجاب

پہن کر اسکول گئیں تو ۳ لڑکیوں نے ان کا حجاب کھینچ کر اتار دیا۔ واقعہ دیکھنے کے باوجود سیکورٹی گارڈ نے کہا کہ کوئی بڑی بات نہیں ہوئی۔ پاکستانی نژاد رابعہ ساجد کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ قبل جب انہوں نے حجاب پہن رکھا تھا تو کچھ لوگوں نے گالیاں بکیں۔ پولیس نے شکایت کے باوجود ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کے بجائے مجھے حجاب نہ پہننے کا مشورہ دیا۔ اس حادثے کے بعد میں نے پھر کبھی حجاب نہیں پہنا۔ آئندہ حجاب پہنا تو کچھ بھی ہونے کے باوجود پولیس میری بات نہیں سنے گی۔ نیویارک یونیورسٹی لاء اسکول کی پروفیسر سمیتا نروالا کا کہنا ہے کہ امریکا کی پالیسیوں کا پیغام ہے کہ مسلم، عرب اور سکھ سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔ راجندر سنگھ نے بتایا کہ ۱۱ ستمبر کے بعد جو ہمارے ساتھ ہوا اس سے ہماری زندگی ہی بدل گئی۔ ایک دن میں نے اپنے ایک سکھ دوست جس کی پگڑی پر حملہ کیا جا رہا تھا اس کو بچانے کی کوشش کی تو کچھ لوگوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا، آج تک میرا علاج چل رہا ہے۔“

حالانکہ دنیا یقین کی حد تک یہ بات جان چکی ہے کہ نائن الیون کا ڈراما امریکا نے از خود رچایا تھا اور اس کا مقصد مسلمان ممالک خصوصاً عراق اور افغانستان کے خلاف فوجی کارروائی کا جواز پیدا کرنا تھا، یہ بات دانشور حضرات اور دنیا کا سنجیدہ طبقہ بار بار کہہ رہا ہے، لیکن امریکا ہے کہ اس واقعہ کے دس سال گزرنے کے باوجود آج تک اتنے بڑے واقعے کی تحقیقات کا آغاز نہیں کر سکا اور نہ ہی اس بارہ میں کوئی پیش رفت منظر عام پر لائی گئی ہے۔ آخر کیوں؟ اس کو ہر باشعور انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ ان حالات میں وہ مسلمان مرد اور خواتین جوان مصائب اور مظالم کا شکار ہیں، قرآن کریم ان کی تسلی اور تشفی کے لئے واضح ہدایات اور راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ عنکبوت: ۲تا ۴ جس کا ترجمہ یہ ہے:

”کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے، سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کیا یہ سمجھتے ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں گے، بری بات طے کرتے ہیں......“

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ تفسیر عثمانی میں ان آیات کی یوں تشریح فرماتے ہیں:

”یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا کچھ سہل نہیں جو دعویٰ کرے امتحان وابتلا کے لئے تیار ہو جائے یہی کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا کسا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سب سے سخت امتحان انبیاء کا ہے، ان کے بعد صالحین کا، پھر درجہ بدرجہ ان لوگوں کا جو ان کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوں۔ نیز امتحان آدمی کا اس کی دینی حیثیت سے موافق ہوتا ہے۔ جس قدر کوئی شخص دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اسی قدر امتحان میں سختی کی جائے گی۔ یعنی پہلے نبیوں کے متبعین بڑے بڑے سخت امتحانوں میں ڈالے جا چکے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں فریاد کی کہ حضرت! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور دعا فرمادیجئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر سختی اور ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک (زندہ) آدمی کو زمین کھود کر (کھڑا) گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر اس کے سر پر آرا چلا کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیتے تھے، بعضوں کے بدن میں لوہے کی کنگھیاں پھرا کر چمڑا اور گوشت ادھیڑ دیا جاتا تھا۔ تاہم یہ سختیاں ان کو دین سے نہ ہٹا سکیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ علانیہ ظاہر کر دے گا اور دیکھ لے گا کہ دعوائے ایمان میں کون سچا نکلتا ہے اور کون جھوٹا، اسی کے موافق ہر ایک کو جزا دی جائے گی۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ ان ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی مدد ونصرت فرمائے اور انہیں دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہر حال ان حالات سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے مسلمانوں کو کوسنے دیتے رہتے ہیں اور انہیں مختلف ”خوبصورت القابات“ سے نوازتے بھی رہتے ہیں وہ لوگ سوچیں کہ مذہبی دہشت گرد کون؟ مسلمان یا مغربی عوام؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

# نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسبِ معاش!

مولانا توحید عالم بجنوری

’’یا یھا الرسل کلوا من الطیبات ...‘‘ (الآیۃ) اس خدائی حکم اور قانون الٰہی پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانے اور عہد کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے عمل کیا، بالخصوص نبی آخرالزماں، رحمت عالم، ہادیٔ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مذکورہ قرآنی دستور کو عملی جامہ پہنایا، آقائے دو جہاں کبھی دایہ حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہیں، تو کبھی خواجہ ابو طالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر کرنے پر بضد ہوتے ہیں، محبوب رب العالمین اگر خدیجۃ الکبریٰ کا مال، مضاربت کے طور پر لے کر شام کا سفر فرماتے ہیں، تو اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے جنگل میں چراتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں، کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہوتا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علی نبینا وعلی الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے اور حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ ’’معارف القرآن‘‘ میں فرماتے ہیں کہ: ’’کسب معاش کے ذرائع میں تجارت اور محنت سب سے افضل اور اطیب ذریعۂ معاش ہے، لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت اور سوداگری فرمائی ہے۔

## شغل تجارت:

ا: ... حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ سے روایت ہے کہ میں نے بعثت سے قبل ایک مرتبہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا، میرے ذمہ کچھ دینار باقی تھا، میں نے آپؐ سے وعدہ کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں، اتفاق سے گھر جا کر وعدہ بھول گیا، تین دن کے بعد یاد آیا کہ آپؐ سے وعدہ کرکے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً وعدہ گاہ پہنچا تو آپ کو اسی مقام پر منتظر پایا۔ ’’آپؐ نے صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھ کو زحمت دی، میں تین روز سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔‘‘

۲: ... آپؐ نے بعثت سے قبل عبداللہ بن سائبؓ کے ساتھ بھی تجارت میں شرکت فرمائی تھی، وہ آپؐ سے کہتے ہیں: ’’آپ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات میں جھگڑتے تھے۔‘‘

۳: ... آپؐ نے قیس بن سائبؓ کے ساتھ بھی تجارت میں شرکت فرمائی تھی، وہ فرماتے ہیں: ’’آپ بہترین شریک تھے، نہ جھگڑتے تھے، نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔‘‘

۴: ... حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے مال میں بطور مضاربت ملک شام جا کر تجارت کرنا تواتر کی حد تک مشہور و معروف ہے، اسی سفر میں حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ ساتھ تھے، انہوں نے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کا خوب مشاہدہ کیا اور واپسی پر وہ روداد سفر بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: ’’ایک صاحب نے آپؐ سے کہا: لات وعزیٰ کی قسم کھاؤ! آپؐ نے فرمایا میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھائی، یہ سن کر وہ صاحب کہنے لگے: یہ نبی آخرالزماں کی علامت ہے، غرض یہ کہ یہی سفر عقد مسنون کا سبب اور ذریعہ ثابت ہوا۔‘‘

## اصول تجارت:

قرآن کریم، احادیث رسول اور سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بزنس اور تجارت بہترین پیشہ اور نبی کی سنت ہے، بشرطیکہ اسلامی اصول اور آداب کا لحاظ رکھا جائے، لہٰذا تجارت پیشہ لوگوں کو بہت سے اہم اور شرعی امور کی پابندی کرنی چاہئے اور متعدد کاموں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور ساتھ ہی عقیدہ یہ ہو کہ ان امور کی پابندی اور پرہیز سے دارین کی فلاح مقدر ہوگی۔

## تجارت میں مطلوب اوصاف:

(۱) تقویٰ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’تاجر لوگ قیامت کے دن نافرمان لوگوں میں شامل کرکے اٹھائے جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈریں، نیکی اختیار کریں اور سچ بولیں۔‘‘

(۲) امانت و دیانت: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’سچا امانت دار تاجر آخرت میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔‘‘

(۳) سچائی: اوپر کی روایت میں دیانت وامانت کے ساتھ ایک وصف صدق اور سچائی بھی مذکور ہے۔

(۴) نرمی اور حسن اخلاق: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مزارعت کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ: ’’ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔‘‘

(۵) بہتر ادائیگی: آپ فرماتے ہیں کہ ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو ادائیگی میں سب سے بہتر ہو۔“ (مشکوۃ شریف،ص:۳۱۵)

(۶) تول میں جھکاؤ: اجرت لے کر وزن کرنے والے سے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ”زن و ارجح“ (تولو اور جھکا ہوا تولو)۔

(۷) صبح سویرے بیداری: اللہ کے نبی نے دعا فرمائی کہ: ”اے اللہ! میری امت کے لئے اس کی صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔“ لہٰذا راوی حدیث حضرت صخر غامدی اپنے تاجروں کو صبح کے وقت ہی بھیجتے تھے، چنانچہ وہ مالدار ہوگئے اور ان کے مال میں اضافہ ہوگیا۔“ (مشکوۃ شریف،ص:۳۳۹)

(۸) صدق: قیس بن غرزہؓ فرماتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اس زمانہ میں ہمیں ”سماسرہ“ کہا جاتا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے تجار کی جماعت! بیشک شیطان اور گناہ دونوں خرید و فروخت میں آجاتے ہیں، پس تم اپنی تجارت کے ساتھ صدقہ کو ملا لو۔“ (مشکوۃ شریف،ص:۲۴۳)

(۹) سخاوت: نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ سخی انسان پر رحمت فرمائے جب وہ بیچے، جب وہ خریدے اور جب وہ تقاضا کرے۔“ (بخاری شریف،ج:۱،ص:۲۷۸)

(۱۰) تنگ دست کی رعایت: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کردے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔“ (ترمذی شریف،ج:۱،ص:۱۵۶)

مذکورہ بالا اوصاف کے علاوہ تاجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت ضروری ہے اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ”سیرۃ المصطفیٰ“ کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں کہ: ”آپ سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خلیق، سب سے زیادہ پڑوسیوں کے خبر گیر، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ امانت دار تھے، لہٰذا یہ تمام اوصاف ہر مسلمان میں ہونے چاہئیں خواہ وہ تاجر ہو یا نہ ہو۔

## جن چیزوں سے تاجر کو بچنا چاہئے:

(۱) ناپ تول میں کمی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیتے ہیں۔“ (سورۃ تطفیف)

(۲) دھوکا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من غش فلیس منا“ (جو کوئی دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں)۔ (مشکوۃ شریف،ص:۲۴۸)

(۳) جھوٹ: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتلاؤں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ضرور بتلایئے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ سہارا لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے اور فرمایا: یاد رکھو اور جھوٹ بات اور جھوٹی گواہی سے بچے (راوی نے) دو مرتبہ کہا: ”پھر آپ اسی کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ خاموش نہ ہوں گے۔“ (بخاری شریف،ص:۸۸۴)

(۴) وعدہ خلافی کرنا: اوپر حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء کی روایت میں گزرا کہ آپ حسب وعدہ تین روز تک وعدہ گاہ پر انتظار فرماتے رہے اور بعد میں کوئی جھگڑا، برا بھلا بھی نہیں کہا۔ (سیرۃ مصطفیٰ،ج:۱)

(۵) قسم کھانا: عام طور پر تجارت پیشہ لوگوں میں جھوٹی سچی قسمیں کھانے کی عادت ہوتی ہے، لیکن حضرت خدیجہؓ کے مال کو لے کر جب شام تجارت کے لئے گئے تھے تو میسرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب قسم کھلانے لگے تو آپ نے قسم کھانے سے انکار فرمادیا۔ (سیرۃ مصطفیٰ،ج:۱)

(۶) بیچنا مناقشہ کرنا: حضرت قیس بن سائبؓ کی روایت گزری کہ آپ بہترین شریک تجارت تھے اور جھگڑا کرتے تھے نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔ (ایضاً)

(۷) کسی کو نقصان پہنچانا: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا اور کسی کو

## مبلغین ختم نبوت کی خدمت میں ضروری گزارش

☆...... تمام مبلغین و جماعتی احباب سے گزارش ہے کہ اپنے علاقہ کی تبلیغی سرگرمیوں، ختم نبوت پروگراموں، اصلاحی خطابات و بیانات کی تفصیل اور رپورٹ جلد از جلد ارسال کرنے کا خاص اہتمام کریں۔

☆...... پروگراموں کے مقامات اور شخصیات کے نام واضح اور صاف تحریر فرمائیں۔

☆...... تحریر ایک سطر چھوڑ کر لکھی جائے۔ لائنوں والا کاغذ استعمال کیا جائے۔

☆...... کم از کم پہلا صفحہ جماعت کے لیٹر پیڈ پر لکھا جائے۔

☆...... رپورٹ پر مقامی مبلغ یا کسی ذمہ دار کے دستخط ضرور ہونے چاہئیں۔

☆...... اپنے مضامین، رپورٹیں اور جماعتی سرگرمیاں ایڈیٹر ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے نام ارسال کی جائیں۔

مشقت میں ڈالے، اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۹)

(۸) گالی گلوچ: فحش گوئی اور ہر بُری بات سے اجتناب بھی ضروری ہے، کیونکہ آپؐ ان چیزوں سے سب سے زیادہ بچتے اور پرہیز کرتے تھے۔

### بکریاں چرانا:

فخر الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، حبیب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنکھیں کھولیں اور ذرا ہوش سنبھالا تو رضاعی والدہ محترمہ حلیمہ سعدیہ سے پوچھا کہ رضاعی بھائی عبداللہ نظر نہیں آتے؟ حضرت سعدیہ نے فرمایا کہ وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں، اسی وقت فرمایا: کل سے میں بھی بھائی عبداللہ کے ہمراہ بکریاں چرانے جاؤں گا، گویا اسی وقت یہ احساس فرمالیا کہ اپنا بار دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود اٹھانا چاہئے، نیز جب آپ مکہ میں رہتے تھے تو اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے چراتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقام ''الظہران'' میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ وہاں پیلو کے پھل چننے لگے، آپؐ نے فرمایا: سیاہ دیکھ کر چنو وہ زیادہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ کہ آپ کو یہ بات معلوم ہے، آپؐ نے فرمایا: ''کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! میں اہل مکہؐ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

### اجرت پر بکریاں چرانا:

اجرت لے کر کوئی کام کرنا، خواہ بکریاں چرانا ہو یا کوئی دوسرا کام کرنا شانِ نبوت و رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ بعض سیرت نگاروں کو ایسا محسوس ہوا تو انہوں نے اس واقعہ کی تاویلات فرمائی ہیں، حالانکہ محققین کی رائے یہی ہے کہ کام کی اجرت اور مزدوری لینا کوئی غیر شرعی امر نہیں ہے اور نہ ہی مقام رسالت کے خلاف ہے، ہاں! تبلیغ احکام اور اشاعت دین پر اجرت لینا شان نبوت کے خلاف ہے، جس کو جابجا کلام الٰہی میں بیان کیا گیا ہے۔ نسائی شریف میں حضرت نصر بن حزن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اونٹ والے اور بکریوں والے آپس میں فخر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: موسیٰ علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بکریوں کے چرانے والے تھے، داؤد علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں بھی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔

### حضرات انبیاءؑ سے بکریاں چروانا:

حاملین نبوت و رسالت حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کو چونکہ بارگاہ ایزدی سے ایک خاص مقصد اور مشن کے تحت بھیجا گیا تھا اور وہ ہے امت کی گلہ بانی یعنی بعثت و نبوت سے سرفراز فرمانے کے بعد بنی نوع آدم کو ہر ہر نشیب و فراز سے بچاتے ہوئے ہموار راستہ پر چلانا اور گمراہ کن اور پیچیدہ راستوں سے نکال کر صراط مستقیم اور معتدل راہ پر چلاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانا، اس مقدس و پاکباز گروہ اور جماعت کا فریضہ منصبی ہوتا تھا اور افراد و انسان بالکل بے خبر اور بے نکیل جانور کی طرح ہر طرف دوڑنا اور ہر چراگاہ سے چرنا، اپنا فطری عمل جانتے تھے، پس انبیاء علیہم السلام ہر ہر گام پر حفاظت فرماتے ہیں جبکہ ہر چہار جانب سے انسانی بھیڑیے شیطان کے حملے ہوتے ہیں، ساتھ ہی نفوس کا مستقل من چاہا راستہ ہوتا ہے، جو رب چاہے راستوں سے ذرہ برابر میل نہیں کھاتا، پس یہ دونوں درندے یعنی شیطان اور نفس امارہ گمراہ کن راستوں کو تمام تر زیبائش اور آرائش سے آراستہ کرکے اولادِ آدم اور حوا کے لاڈلوں کو راہِ راست اور خدائی ذکر سے ہٹا کر کسی بھی غلط راستے پر ڈالنے کو مقصدِ زندگی سمجھتے ہیں اور شیطان اپنی ذریات کو اسی پر انعامات سے نوازتا ہے کہ کسی صورت بھی انسانوں کو راہِ جنت سے برگشتہ کرکے راہِ جہنم پر گامزن کردیا جائے، اس صورت حال میں اگر انبیاء اور رسولوں کی مقدس جماعت کی اور ان کے پیروکاروں کی کاوش و کوشش اور جدوجہد نہ ہوں تو راہِ راست کے راہرو حضرات اور خدا کے فرمانبرداروں کا کیا حال ہوگا؟ وہ کسی ادنیٰ عقل رکھنے والے پر بھی مخفی نہیں ہے، اولادِ آدم اور بنات حوا کی یہ حالت

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

جانوروں میں بکریوں سے بہت زیادہ میل کھاتی ہے کہ اونٹ، گائے، بیل اور بھینس کو چرانا اور سنبھالنا اتنا مشکل نہیں ہے، جتنا بکریوں کو چرانا اور ان کی حفاظت کرنا مشکل ترین ہے، کیونکہ بکریاں کبھی ادھر بھاگتی ہیں تو کبھی ادھر، ابھی یہاں ہیں تو تھوڑی دیر میں وہاں نظر آتے ہیں اور چرواہا بے چارہ سرگرداں اور پریشان رہتا ہے، کبھی ادھر سے روکتا ہے تو کبھی ادھر سے، مزید برآں بھیڑیے کا خوف وخطرہ ہمہ وقت لگا رہتا ہے، درندہ ہمیشہ گھات میں رہتا ہے کہ کب چرواہے کی نظر ہٹے اور وہ اپنا کام تمام کر بھاگے، چرواہا چاہتا ہے کہ تمام بکریاں یکجا اکٹھی رہیں، تاکہ بھیڑیوں اور درندوں سے حفاظت رہے، صبح سے شام تک بھیڑ بکریوں کے پیچھے پیچھے اسی طرح بھاگتا اور دوڑتا رہتا ہے، بالکل اسی طرح حضرات انبیاء اولاد آدم کے ریوڑ اور امت کے افراد کے لئے متفکر اور پریشان رہتے ہیں کہ تمام افراد امت اور بنی آدم کا پورا ریوڑ راہ راست اور صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ شیطان اور نفس امارہ کے حملے سے ہر ہر فرد محفوظ رہے، بلکہ نبی اور رسول کو اپنی قوم اور امت کی فکر چرواہے سے بہت زیادہ ہوتی ہے کہ چرواہا کم از کم رات کو سکون کی نیند سوتا ہے، لیکن نبی و رسول کو سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے، چلتے، پھرتے ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ امت میں صلاح وفلاح کیسے پیدا ہو اور قوم اپنی ہلاکت و برباد کے راستے سے بچ کر دائمی راحت وآرام کا راستہ کس طرح اختیار کرے اور قوم و ملت بالکل بکریوں کی طرح اپنی ہلاکت وتباہی کی فکر نہیں کرتی، شیطانی درندوں اور نفس کے پھندوں میں قوم پھنستی رہتی ہے، نبی قوم کی یہ حالت دیکھ کر اس قدر دکھی ہوتے ہیں کہ مخلوق اس کا اندازہ شاید نہ کر سکے، البتہ خالق کو اس کا اندازہ ضرور ہوتا ہے، کیونکہ وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے، پس ارشاد باری ہے:

”لعلک باخع نفسک ان لایکونوا مؤمنین۔“ (الکہف)

ترجمہ: ”شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان دے دیں گے؟“

**حرف آخر:**

اللہ رب العزت کا یہ مقدس گروہ نہایت برگزیدہ اور چنیدہ ہوتا ہے، تمام انسانوں میں خدا تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ طبقہ یہی انبیاء ورسولوں کا ہے، اگر باری تعالیٰ چاہتا تو دنیا کا مال ودولت اور حکومت واقتدار اس مقدس جماعت کے قدموں میں ڈال دیتا، لیکن قانون الٰہی ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی عادت مبارکہ بالکل مختلف رہی ہے، یہ مقربین بارگاہ خدا اکثر وبیشتر فقر وفاقہ اور تنگ دستی میں مبتلا رہے ہیں، اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات زندگی کے لئے جدوجہد اور محنت و مشقت کرتے نظر آتے ہیں وجہ یہ دکھائی دیتی ہے کہ امت اور قوم سبق حاصل کرے، کیونکہ انسانوں کی اکثریت غربت وافلاس کی شکار ہے اور یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے اور پیروی کرنے میں پہل کرنے والے بھی یہی لوگ ہوتے ہیں اور دولت مند حضرات اور صاحب اقتدار لوگ ہمیشہ یا اکثر وبیشتر مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ ان کو اپنا اقتدار، اپنی چودھراہٹ اور اپنی موج مستی ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے، چنانچہ مخالفت پر کمر کس لیتے ہیں اور دبے کچلے لوگ، معاشرہ میں کمتر سمجھے جانے والے لوگ اور فقر وفاقہ میں مبتلا افراد نبی اور رسول کا دامن تھامنے اور ساتھ دینے میں ہی عافیت وراحت محسوس کرتے ہیں۔ پس نبی اور رسول اپنے ماننے والوں کی اکثریت کو ذریعہ معاش کا راستہ دکھانے کے لئے کبھی تجارت کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے فضائل وفوائد بیان کرتے ہیں تاکہ امت کا بڑا طبقہ اس پیشہ سے جڑ کر اپنا اور اپنے اہل خانہ کا معاش درست کر سکے، کبھی نبی بکریاں چراتے ہیں کہ امت کا دوسرا گروہ اور بہت سے افراد اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دوسرے کام اختیار کرے خواہ اپنی مویشی سے یا دوسرے لوگوں کے مویشیوں کو اجرت پر چرا کر بچوں کی پرورش وغیرہ کا نظم کر سکے، بہر کیف ہر طبقہ اور ہر جماعت اصول شریعت (قرآن وسنت) کے ساتھ ذریعہ معاش اختیار کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ پیشہ جائز ہوگا جس میں اصول شریعت کی مخالفت نہ ہو اور اتباع سنت کی بھی نیت ہو، تو دنیا کے ساتھ ساتھ ذخیرہ آخرت بھی ہوگا، اللہ تعالیٰ تمام امت کو اتباع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆............☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

# نظریۂ پاکستان کے دشمن

مولانا محمد ازہر

ایک قومی روزنامے کے پارسی کالم نگار اردشیر کاؤس جی نے چند روز قبل سیکولرسٹوں کے روایتی طریق کار کے مطابق پاکستان میں غربت، بے روزگاری اور لاقانونیت کا رونا رونے کے بعد تان اس بات پر توڑی ہے:

”اس ملک کے بانی کا مقصد ایک آزاد لبرل سوچ رکھنے والی سیکولر ریاست (آج لفظ سیکولر کا استعمال پاکستان کے خلاف سازش کے مترادف ہے) کی تعمیر تھی۔ تقسیم ہند سے قبل رائٹرز کے نمائندے ڈون کیمبل کو انٹرویو دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: ”نئی ریاست ایک جدید ریاست ہوگی اور اس میں اختیار صرف عوام اور اس کے منتخب نمائندوں کو حاصل ہوگا، اس میں تمام شہریوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے اور ان میں مذہب، رنگ اور نسل کی بنیاد پر کسی طرح کا کوئی امتیاز نہ ہوگا۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”مگر مسٹر جناح کی وفات کے بعد ”مولوی“ اور ”ملا“ نے عقائد کے نام پر گٹھ جوڑ بناتے ہوئے ایسا نظریاتی جال بچھایا کہ سیاست دان اس میں پھنس گئے، کیونکہ وہ ذہنی طور پر ملا کو چیلنج کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے..... اپنے مفاد کو مذہب کا لبادہ پہنا کر انسانیت کے تمام اصولوں کی پامالی ہمارا شعار بن گیا ہے، اس کے نتیجے میں اس ملک کا جو حشر ہونا تھا وہ ہو رہا ہے... اس کے نتیجے میں نسلی تعصب اور فرقہ واریت کی تلوار سے گلے کاٹے جارہے ہیں، انتہاپسندی، عدم رواداری اور امتیازی قوانین (جن کو بدلنے کی کسی میں بھی ہمت نہیں ہے) کے خنجروں سے خون بہایا جارہا ہے۔ بدعنوانی اور جھوٹ اس ملک میں پنپنے کے لئے لازمی ہے اور یہی ہمارا قومی تشخص بن چکا ہے۔“ (روزنامہ ”ایکسپریس“ اردشیر کاؤس جی، ۱۹ر اگست ۲۰۱۱ء)

اگست کے مہینے میں بہت سے سیکولر سیاست دان اور دانشور عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بانی پاکستان کے قول وفعل میں تضاد تھا اور انہوں نے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا نعرہ وقتی مفادات بلکہ منافقت کے طور پر لگایا تھا، ان کا اصل مقصد ایک سیکولر اور لبرل ریاست کا قیام تھا۔ ہماری دانست میں قائداعظم محمد علی جناح کی اس سے زیادہ توہین نہیں کی جاسکتی کہ انہیں موجودہ دور کے سیاست دانوں کی طرح دوغلا اور منافق قرار دیا جائے۔ سیکولر طبقے اگرچہ صاف الفاظ میں انہیں منافق نہیں کہتے لیکن جب وہ انہیں سیکولرزم کا علمبردار قرار دیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ قائداعظم اور ان کی جماعت کا یہ نعرہ پاکستان کا مطلب کیا: ”لا الٰہ الا اللہ“ محض جھوٹ اور نفاق پر مبنی تھا۔ ہمارے نزدیک قائداعظم اور مسلم لیگ کو اس سے بڑی گالی نہیں دی جاسکتی۔

پاکستان کو الگ اسلامی، فلاحی اور جمہوری ریاست بنانے کے لئے قائداعظم کا تصور بالکل واضح تھا۔ انہوں نے ۱۳ر جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔“

آزادی سے دو سال قبل سرحد مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کی کانفرنس منعقدہ ۱۲ر جون ۱۹۴۵ء کے موقع پر انہوں نے کہا:

”پاکستان کا منشا صرف آزادی اور خودمختاری کا حصول نہیں بلکہ وہ اسلامی نظریہ حیات ہے جو ایک بیش قیمت عطیے اور خزانے کی حیثیت سے ہم تک پہنچا ہے، جسے ہم نے نہ صرف قائم رکھنا ہے بلکہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ دوسرے بھی اس کے فوائد اور حصول میں ہمارے ساتھ شریک ہوجائیں گے۔“

قائداعظم نے اپنے متعدد بیانات میں بڑی صراحت کے ساتھ نوزائیدہ مملکت کے خدوخال واضح کئے تھے۔ ۲۵ر جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے اپنے خطاب میں انہوں نے کہا:

”میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ ودانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور

شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلام کے اصول آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف و ڈر نہیں ہونا چاہئے، اسلام اور اس کے نظریات نے ہمیں جمہوریت کا سبق دے رکھا ہے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری، اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے، پھر کسی کو ایسی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے خوف کیوں لاحق ہو جو انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہو۔"

جناح صاحب نے قیام پاکستان کے زمانہ میں اپنا یہ موقف اتنی مرتبہ دہرایا ہے کہ یہ کسی ایک مقالہ کا نہیں، مستقبل تالیف کا موضوع ہے۔ انہوں نے اس شخص کو شرارت پسند اور گمراہ قرار دیا ہے جو پاکستان میں سیکولرزم کے نفاذ کی بات کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اگست کا مہینہ آتا ہے تو وہ صعوبتیں اور زخم پھر سے تازہ ہو جاتے ہیں جو ۱۹۴۷ء میں برصغیر کے مسلمانوں کو لگے۔ اس موقع پر اگر کوئی درد نا آشنا یہ بھی کہے کہ پاکستان کتاب وسنت پر مبنی اسلامی نظام کے لئے نہیں بنا تھا بلکہ یہ لادینیت اور سیکولرزم کے لئے بنایا گیا تھا تو یہ کروڑوں مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی اور لاکھوں شہداً کے خون سے غداری ہے۔ یہ خطۂ زمین گراں بہا قربانیوں کے عوض ہمیں حاصل ہوا ہے۔ اللہ جل شانہ کی اس نعمت کا شکر بجالانا یہی ہے کہ یہاں اللہ وحدہ لاشریک لہ کا دین انفرادی و اجتماعی حیثیت سے غالب اور بالاتر ہو، جب تک ہمارے اوپر غیر اسلامی دستور، غیر اسلامی قانون، غیر اسلامی نظام تعلیم، غیر اسلامی سیاست و معیشت اور غیر اسلامی تہذیب و تمدن مسلط ہے ہم مسلسل کفران نعمت کے مرتکب ہو رہے ہیں، اس ناشکری کے نتیجے میں مشرقی پاکستان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اور بنگلہ دیش بن گیا، مگر افسوس! ہماری مجرمانہ غفلت و بے حسی اور ناشکری میں چنداں تبدیلی نہ آئی اور اب نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ غیر مسلم دانشور ہمیں قیام پاکستان کے مقاصد سے آگاہی کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ کوئی اردشیر کاؤس جی سے پوچھے کہ حضور! آپ کو کیا معلوم کہ مقصد حیات کیا ہوتا ہے؟ حق کے لئے جامِ شہادت پینے کا مزہ کیا ہے؟ اور اللہ جل شانہ کی خوشنودی کے لئے اپنی جان و مال قربان کر دینے کا صلہ کیا ملتا ہے؟ ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو ۱۰ لاکھ انسانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر یہ خطہ حکمرانوں کی عیاشیوں، پر تعیش دوروں یا نام نہاد دانشوروں کی ذہنی و فکری عیاشی کے لئے حاصل نہیں کیا تھا۔ آج اگر یہ ملک غربت و افلاس، بے روزگاری اور بے امنی کی آماج گاہ ہے تو اس کی وجہ مولویوں کا عقائد کی بنیاد پر گٹھ جوڑ نہیں بلکہ ملک کی مختلف قیادتوں کی نظریۂ پاکستان سے بے وفائی، نااہلی اور خودسری ہے جس کی وجہ سے پاکستان ان مقاصد کا گہوارہ اور ان تمناؤں اور عزائم کی زندہ مثال نہ بن سکا، جن کی خاطر یہ ملک قائم ہوا تھا۔

قائداعظم کی ۱۱ راگست ۱۹۴۷ء کی جس تقریر کا حوالہ دے کر بعض نام نہاد دانشور یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے وہ اہل پاکستان کو دھوکا دے رہے ہیں، اس تقریر کا مقصد اقلیتوں کو احساس تحفظ دلانا تھا۔

قیام پاکستان کے وقت ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں پر جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے، ان کی وجہ سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں میں فطری طور پر خوف و ہراس پیدا ہوا کہ کہیں مسلمان اس قتل و غارت کا بدلہ ہم سے نہ لیں، قائداعظم نے غیر مسلم اقلیتوں کے اس عدم تحفظ کے احساس کو دور کرتے ہوئے کہا تھا:

"پاکستان میں آپ کو اپنے مندروں، مسجدوں اور پرستش گاہوں میں جانے کی آزادی ہے، آپ کسی بھی مذہب کے مقلد ہوں یا آپ کی ذات اور عقیدہ کچھ بھی ہو اس سے پاکستانی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے، ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہیں ہوگی نہ ذات اور عقیدوں ہی کی تمیز ہوگی۔"

قائداعظم نے اس خطاب میں ایک اسلامی ریاست کے بنیادی فریضہ یعنی مذہبی آزادی کا اعلان کیا تھا جو شریعت کے احکام کے عین مطابق ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کسی شہری کے ساتھ مذہبی تعصب نہیں برتے گی لیکن اگر کسی نام نہاد دانشور کو پھر بھی اصرار ہے کہ نہیں، اس خطاب کا مطلب یہی ہے کہ قائداعظم پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے تو وہ اور دیگر فلفتھ کالسٹ کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان کی تقدیر کسی فرد واحد کے بیان سے وابستہ نہیں، یہ اٹھارہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہے جن کے آباؤ اجداد نے خون میں لت پت اور بے شمار مصیبتیں اور صعوبتیں جھیل کر یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں آزادی اور اسلام کے اصولوں کی روشنی میں ایک مبنی برحق و انصاف اجتماعی نظام کا قیام عمل میں آئے گا۔ انشاء اللہ وہ وقت ضرور آئے گا جب وطن عزیز کتاب وسنت کے قانون اور اسلام کے نور سے جگمگائے گا۔

(ماہنامہ "الخیر" ملتان، اگست ۲۰۱۱ء)

# حجۃ الوداع کا پیغام امت مسلمہ کے نام

مولانا نصیر الدین قاسمی، انڈیا

”اذا جاء نصر اللّٰہ .... الخ۔“ جب اللہ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہوگا، تو تم دیکھو گے کہ لوگ دین خداوندی میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں، اب تم اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ اور استغفار کرو، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

## آخری حج کی تیاری:

جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو پیغمبر انسانیت نے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کو پالیا کہ اب وقتِ رحلت قریب آ گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے خانہ کعبہ کی تطہیر کا آخری اعلان کرا چکے تھے کہ آئندہ کسی مشرک کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہونے اور برہنہ طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد فریضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا، اب ۱۰ ہجری میں ارادہ ہوا کہ سفر آخرت سے پہلے پوری امت مسلمہ کے ساتھ مل کر آخری حج کیا جائے، حضرت علیؓ کو یمن سے بلایا گیا، قبائل کو آدمی بھیج کر ارادۂ پاک کی اطلاع دی گئی، تمام ازواج مطہرات کو رفاقت کی خوشخبری سنائی گئی، حضرت فاطمہؓ کو تیاری کا حکم دیا گیا، ۲۵ ذوالقعدہ کو مسجد نبوی میں جمعہ ہوا اور وہیں ۲۶ کی روانگی کا اعلان ہو گیا، اب جب ۲۶ کی صبح منور ہوئی، تو چہرۂ انور سے روانگی کی مسرتیں پوری طرح نمایاں ہو رہی تھیں، آپؐ نے غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا اور ادائے ظہر کے بعد، تہلیل و تکبیر کے ترانوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، اس وقت ہزار ہا پروانۂ امت اپنے نبی رحمتؐ کے ہم رکاب تھے، یہ مقدس قافلہ مدینہ سے ۶ میل دور ذی الحلیفہ میں پہنچ کر ٹھہرا اور ذی الحلیفہ میں رات گزار کر دوسرے روز روانہ ہوا، روانہ ہونے سے پہلے آپ پھر حمد و ثناء میں مشغول ہو گئے اور بڑے سوز و گداز سے دو رکعتیں ادا کیں، پھر قصویٰ (آپ کی اونٹنی کا نام ہے) پر سوار ہو کر احرام باندھا اور ترانہ لبیک بلند کر دیا:

”لبیک اللّٰھم لبیک لبیک
لاشریک لک لبیک ان الحمد
والنعمۃ لک والملک لا شریک
لک۔“

اس ایک صدائے حق کی اتباع میں ہزار ہا عاشقانِ خدا کی صدائیں بلند ہونے لگیں، آسمان کا جوف تکبیر و تہلیل کی صداؤں سے لبریز ہو گیا اور دشت و جبل توحید کے ترانوں سے گونجنے لگے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جہاں تک انسان کی نظر کام کرتی تھی، انسان ہی انسان نظر آتے تھے، جب اونٹنی کسی اونچی جگہ سے گزرتی تو تین تین مرتبہ صدائے تکبیر بلند فرماتے، آوازِ نبوی کے ساتھ لاکھوں عاشقانِ رسول کی آوازیں اٹھتیں اور کاروانِ نبوت کے لبوں پر نعرہ ہائے تکبیر کا ایک دریائے رواں جاری ہو جاتا، سفر مبارک پورے نو روز جاری رہا، ۴ ذوالحجہ کو طلوع سحر کے ساتھ مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں اور ہاشمی خاندان کے نونہالان اپنے عظیم محسن کی تشریف آوری کی خوشخبری سن کر اپنے گھروں سے خوش و خرم دوڑتے ہوئے نکل رہے تھے کہ چہرۂ انور کی مسکراہٹوں کے ساتھ لپٹ جائیں، ادھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفقت مُنتظر کی تصویر بن رہے تھے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کم سن بچوں کے شگفتہ چہرے دیکھے تو جوش محبت سے جھک گئے اور کسی کو اونٹ کے آگے بٹھا لیا اور کسی کو پیچھے سوار کر لیا، تھوڑی دیر بعد کعبۃ اللہ کی عمارت پر نظر پڑی تو فرمایا:

”اے اللہ! خانہ کعبہ کو اور زیادہ
شرف و امتیاز عطا فرما۔“

معمار حرم نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا، پھر مقام ابراہیم کی طرف تشریف لے گئے اور دوگانہ تشکر ادا کیا، اس وقت زبان پاک پر یہ آیت جاری تھی: ”واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی“ ... اور مقامِ ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ ....“

کعبۃ اللہ کی زیارت کے بعد صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر تشریف لے گئے، یہاں پر کعبۃ اللہ کا پرکشش منظر نظر آیا تو زبان مبارک سے ابر گہربار کی طرح کلمات توحید و تکبیر جاری ہو گئے:

”لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا
شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد
یحیی ویمیت وھو علی کل شیٔ
قدیر، لا الٰہ الا اللہ وحدہ انجز
وعدہ نصر عبدہ وھزم الاحزاب
وحدہ۔“

”خدا ہی صرف معبود برحق ہے،

کوئی اس کا شریک نہیں، ملک اس کا ہے اس کے لئے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، ہر چیز پر اسی کی قدرت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے وعدہ پورا کر دیا، اس نے اپنے بندوں کی نصرت فرمائی اور تنہا تمام قبائلی جمعیتوں کو پاش پاش کر دیا۔"

۸ ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرما کر ۹ کو جمعہ کے روز، نماز فجر ادا کر کے منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادیٔ نمرہ میں آ ٹھہرے، دن ڈھلنے کے قریب میدان عرفات میں تشریف لائے، تو ایک لاکھ چوبیس ہزار توحید پرستوں کا ایک جم غفیر سامنے تھا اور زمین سے آسمان تک تکبیر و تہلیل کی صدائیں گونج رہی تھیں، اب سرکار دو عالم قصویٰ پر سوار ہو کر آفتاب عالم تاب کی طرح کوہ عرفات کی چوٹی سے طلوع ہوئے تاکہ خطبۂ حج ادا فرمائیں۔

## خطبۂ حجۃ الوداع:

حجۃ الوداع کے وقت دولت و حکومت کا سیل رواں مسلمانوں کی طرف امنڈتا چلا آرہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم یہ تھا کہ دولت کی فراوانی، امت کے اتحاد کو پاش پاش کر دے گی، اسی لئے اتحاد امت کا موضوع اپنے سامنے رکھ لیا اور پھر درامت کی پوری توانائی اسی موضوع پر صرف فرمادی، پہلے نہایت درد انگیز الفاظ میں قیام اتحاد کی اپیل کی، پھر اسباب نفاق کی تفصیل بیان کر کے ان کی بیخ کنی کا عملی طور پر سروسامان فرمایا، پھر واضح کیا کہ جملہ مسلمانوں کے اتحاد کا مستقل سنگ اساس کیا ہے؟ آخری وصیت یہ فرمائی کہ ان ہدایات کو آئندہ نسلوں میں پھیلانے اور پہنچانے کے فرض میں کوتاہی نہ کرنا، خاتمہ تقریر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی سرخروئی کے لئے حاضرین سے شہادت پیش کرتے ہوئے اس طرح بار بار اللہ کو پکارا کہ مخلوق خدا کے دل پگھل گئے، آنکھیں سیلاب بن گئیں اور روحیں انسانی جسموں میں تڑپنے لگیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد خطبۂ حج کا پہلا درد انگیز فقرہ یہ تھا:

"اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں اور تم اس اجتماع میں کبھی دوبارہ جمع نہیں ہوں گے۔"

اس ارشاد سے اجتماع کی غرض و غایت اظہر من الشمس ہو کر سب کے سامنے آ گئی اور جس نے بھی یہ ارشاد مبارک سنا، تڑپ کر رہ گیا، اب اصل پیغام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت و ناموس اسی طرح ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن (یوم قربانی) یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) تم سب کے لئے قابل حرمت ہے۔"

اور اسی نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! آخر تمہیں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونا ہے، وہاں تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی، خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔"

رسول پاک کی یہ درد مندانہ وصیت زبان مبارک سے نکلی اور تیر کی طرح دلوں میں پیوست ہوگئی، اس کے بعد آپؐ نے ان نفاق انگیز شگافوں کی طرف توجہ دلائی جن کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا، یعنی یہ کہ اقتدار اسلام کے بعد غریب اور پسماندہ گروہوں پر ظلم کیا جائے گا، اس سلسلہ میں فرمایا:

"اے لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا، تم نے نام خدا کی ذمہ داری سے انہیں زوجیت میں قبول کیا ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ غیر کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسی مار مارو جو نمایاں نہ ہو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں بافراغت کھانا کھلاؤ اور بافراغت کپڑا پہناؤ اور جو خود کھاؤ وہی اپنے غلاموں کو بھی کھلاؤ، جو پہنو وہی انہیں بھی پہناؤ۔"

## رسم جاہلیت کی بیخ کنی:

عرب میں فساد و خون ریزی کی بڑی بڑی دو وجہیں تھیں: (۱) ادائے سود کے مطالبات، (۲) مقتولوں کا انتقام: ایک شخص دوسرے شخص سے اپنے قدیم خاندانی سود کا مطالبہ کرتا اور یہی جھگڑا پھیل کر خون کا سمندر بن جاتا، ایک آدمی دوسرے آدمی کو قتل کر دیتا، اس سے نسلاً بعد نسل قتل و انتقام کے سلسلے جاری ہو جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دونوں اسباب فساد کو باطل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! آج میں جاہلیت کے تمام قواعد و رسوم کو اپنے قدموں سے پامال کرتا ہوں، میں جاہلیت کے قتل و غارت گری کے جھگڑے کو ملیامیٹ کرتا ہوں اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی مقتول ربیعہ بن حارث کے خون سے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا، دست بردار ہوتا ہوں، زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی سود عباس بن عبدالمطلب کے سود سے دست بردار ہوتا ہوں۔"

اہل عرب کے نزاع اور اسباب کا دفعیہ ہو چکا تو اس میں بین الاقوامی تفریق کی طرف توجہ فرمائی، جو صدیوں کے بعد عرب و عجم یا گورے اور کالے کے نام سے پیدا ہونے والی تھی، ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم سب کا خدا بھی ایک ہی ہے اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے، لہٰذا کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر، کسی کالے کو گورے پر کوئی پیدائشی برتری اور فضیلت نہیں ہوگی، ہاں! افضل وہ ہے جو پرہیزگار ہو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان ایک کنبہ اور خاندان کے مانند ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے اتحاد اسلام کی اساس کی طرف رہنمائی فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا، تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے، وہ چیز ہے اللہ کی کتاب۔"

اس کے بعد آپ نے اتحاد امت کے عملی پروگرام کی طرف رہنمائی فرمائی اور یوں گویا ہوئے:

"اے لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ میرے بعد کوئی نئی امت ہے، پس تم سب اللہ کی عبادت کرنا، نماز پنج گانہ کی پابندی کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوش دلی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا، اللہ کے گھر کا حج کرنا اور اللہ کی جنت میں جگہ حاصل کرنا۔"

آخر میں فرمایا:

"وانتم تسألون عنی فما انتم قائلون"

ترجمہ: "ایک دن اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے میرے متعلق گواہی طلب کریں گے، تم اس وقت کیا جواب دو گے؟"

اس پر مجمع عام سے پرجوش صدائیں بلند ہوئیں: "انک قد بلغت وادیت ونصحت" ...اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سب احکام پہنچادیئے، آپ نے فرض رسالت ادا کردیا، آپ نے کھرے کھوٹے کو الگ کردیا۔

اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھی، ایک دفعہ آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور دوسری دفعہ مجمع کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے جاتے تھے: "اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد" اے اللہ خلق خدا کی گواہی سن لے، اے اللہ خلق خدا کا اعتراف سن لے، اے اللہ گواہ ہوجا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: "جو لوگ حاضر ہیں، وہ ان لوگوں تک جو یہاں موجود نہیں ہیں، میری ہدایت پہنچاتے چلے جائیں، ممکن ہے کہ آج کے بعض سامعین سے زیادہ پیام تبلیغ کے سننے والے اس کلام کی محافظت کریں۔"

## تکمیل دین اور اتمام نعمت:

خطبۂ حج سے فارغ ہوئے، تو جبرئیل امین وہیں تکمیل دین اور اتمام نعمت کا تاج شہنشاہی لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت مکمل کردی اور دین اسلام پر اپنی رضامندی کی مہر لگادی۔"

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لاکھوں کے اجتماع میں اتمام نعمت اور تکمیل دین کا یہ آخری اعلان فرمایا، اختتام خطبہ کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھائی، پھر ناقہ پر سوار ہوکر موقف پر تشریف لائے اور دیر تک دربار الٰہی میں کھڑے دعائیں کرتے رہے، غروب آفتاب کے قریب جب ناقۂ نبوی ہجوم خلائق میں سے گزری اور کثرت ہجوم کے باعث لوگوں میں اضطراب سا پیدا ہونے لگا تو آپ ارشاد فرماتے جاتے تھے: "السکینة ایھا الناس، السکینة ایھا الناس"... اے لوگو! سکون کے ساتھ، مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء ادا کی، پھر نماز عشاء کے بعد لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرماتے رہے، محدثین لکھتے ہیں کہ عمر بھر میں یہی ایک رات تھی جس کے اندر آپ نے نماز تہجد ادا نہیں فرمائی، ۱۰ ذوالحجہ کو جمرہ کی طرف روانہ ہوئے، چاروں طرف لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا، لوگ مسائل پوچھتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے، جمرہ کے پاس ابن عباسؓ نے کنکریاں چن کردیں، تو آپ نے انہیں پھینکا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! مذہب میں غلو کرنے سے بچنا، تم سے پہلی امتیں اسی سے برباد ہوئی تھیں۔"

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فراق امت کے جذبات تازہ ہوجاتے تو آپ ارشاد فرماتے کہ: "اس وقت حج کے مسائل سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے۔"

یہاں سے منیٰ کے میدان میں تشریف لائے، آگے پیچھے اور دائیں بائیں، مہاجرین، انصار، قریش اور دوسرے قبائل کی صفیں دریا کی طرح رواں تھیں اور ان میں ناقہ نبوی کشتی نوح کی طرح، سفینۂ نجات بنا ہوا تھا۔

پھر ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے مجمع کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:

"مسلمانو! تمہارا مال، تمہارا خون، تمہاری آبرو، اسی طرح محترم ہیں، جس

طرح یہ دن (یوم قربانی) جس طرح یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور جس طرح یہ محترم شہر (بلدۃ الحرام) ہیں۔ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اے لوگو! توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج یہی جنت میں داخلے کے ذرائع ہیں، میں نے تمہیں حق کا پیغام پہنچا دیا ہے، اب موجود لوگ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچاتے رہیں جو بعد میں آئیں گے۔"

یہاں سے قربان گاہ کی طرف تشریف لائے اور ۶۳ اونٹ خود ذبح فرمائے اور ۳۷ کو حضرت علیؓ سے ذبح کرایا اور ان کا گوشت اور پوست سب خیرات کر دیا، پھر عبد بن معمرؓ کو طلب کر کے سر کے بال اتروائے اور یہ موئے مبارک تبرکاً تقسیم ہو گئے، یہاں سے اٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور زمزم کا پانی نوش فرما کر منیٰ کی طرف واپس تشریف لے گئے اور ۱۲ر ذوالحجہ تک وہیں مقیم رہے، ۱۳ر کو خانہ کعبہ کا آخری طواف کیا اور انصار ومہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

جب غدیر خم پر پہنچے تو صحابہؓ کو جمع کر کے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں بھی بشر ہوں، ممکن ہے اللہ کا بلاوا جلد آ جائے اور میں اسے قبول کر لوں، میں تمہارے لئے دو مرکز ثقل قائم کر چکا ہوں، ایک کتاب اللہ جس میں ہدایت اور روشنی جمع ہیں، اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں۔"

گویا یہ اجتماع امت کے لئے اہل وعیال کے حقوق واحترام کی وصیت تھی، مدینہ کے قریب پہنچ کر رات ذوالحلیفہ میں ٹھہرے اور دوسرے دن مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے، حمد کرتے ہوئے اور شکریہ بجالاتے ہوئے۔

وہ کب کے آئے اور گئے بھی نظروں میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

## قادیانی اسلام کے دشمن، آئین پاکستان کے باغی اور صیہونی طاقتوں کے جاسوس ہیں: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

ملتان (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 7 ستمبر کے تاریخ ساز دن کے موقع پر ملک کے مختلف شہروں میں ختم نبوت کانفرنسیں، سیمینار اور اجتماعات منعقد کئے گئے۔ سب سے عظیم اور تاریخ ساز اجتماع پشاور میں قصہ خوانی بازار اور مردان شہر میں منعقد ہوا۔ یاد رہے کہ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور حکومت میں قادیانی جماعت کے تمام گروپوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ کی سطح پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پاکستان کے مسلمانوں کی اس عظیم کامیابی پر 7 ستمبر کو پورے ملک میں یوم دفاع ختم نبوت کے مقدس نام سے منایا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے 7 ستمبر کے تاریخ ساز دن کے موقع پر مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان میں ملک بھر کے تمام مرکزی مبلغین کا اجلاس بلایا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ اجلاس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا غلام حسین، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا تونسوی عبدالستار، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا زاہد وسیم، مولانا تجمل حسین، مولانا عبدالنعیم رحمانی، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا خبیب، مولانا محمد یونس، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد اقبال اور مولانا محمد یوسف نقشبندی کے علاوہ متعدد مبلغین اور کارکن موجود تھے۔ اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جدوجہد پر حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور چوہدری ظہور الٰہیؒ سمیت تمام اراکین پارلیمنٹ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون سے سینچی جانے والی تحریک ختم نبوت 1974ء کی کامیابی اور شہدائے ختم نبوت کے مشن کو ہمیشہ جاری وساری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا گیا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ پلیٹ فارم قادیانیوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ قادیانی اسلام کے دشمن، آئین پاکستان کے باغی اور صیہونی طاقتوں کے جاسوس ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔

# بھٹو مرحوم اور قادیانیت

محمد وقاص سعید

''نصرت! تم جانتی ہو کہ میں کسی فرقہ واریت کا قائل نہیں، لیکن قادیانی مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں۔'' یہ الفاظ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے ہیں، جو انہوں نے جیل میں اپنی اہلیہ نصرت بھٹو سے دوران ملاقات کہے اور پھر خود کلامی کے انداز میں کہا:

"I can sacrifice my thusand lives for the sake of Holy Prophet (Pace be upon him)"

''میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہزاروں زندگیاں قربان کرسکتا ہوں۔''

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے دور حکومت میں بہت سارے اسلامی اقدامات کئے، ان میں شراب نوشی پر پابندی، گھڑ دوڑ اور جوئے پر پابندی، جمعہ کی تعطیل اور ملک کے وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط شامل ہے، لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا، یہ بھٹو مرحوم کا ایک ایسا کارنامہ ہے کہ جس کی بدولت موصوف کا نام تاریخ تحفظ ختم نبوت میں سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا کوئی آسان فیصلہ نہیں تھا، بلکہ اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف تھا، چنانچہ بھٹو مرحوم نے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے کہا تھا کہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ ان کے گلے میں پھانسی کا پھندا ہے'' کیونکہ قادیانی عالمی طاقتوں کے زرخرید غلام اور ناؤ ٹ ہیں، لہٰذا وہ ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کو ہرگز قبول نہیں کرسکتیں۔ چنانچہ بھٹو مرحوم کہتے ہیں کہ:

''برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکا کے دورے پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا سیکٹ (Sect فرقہ) ہے۔ آپ ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ دورہ ہوا تب بھی یہ بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی اور ریکارڈ کی خاطر پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔''

نیز بھٹو مرحوم کے دور میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں عروج پر تھیں، حکومت کے بہت سے کلیدی عہدوں پر قادیانی فائز تھے۔ فضائیہ کا سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری بھی قادیانی تھا، جب بھی بھرتی کا مرحلہ آیا تو اس نے قادیانیت نوازی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ہی ہم عقیدہ لوگوں کو ترجیح دی، امریکا وغیرہ میں اگر کسی نوجوان کو بغرض تربیت بھیجنا ہوتا تو قادیانیوں ہی کا انتخاب کیا جاتا، چنانچہ فضائیہ میں مرزائیوں کا اثرورسوخ بڑھتا چلا گیا۔ ظفر چودھری کے کورٹ مارشل کی بھینٹ چڑھنے والے فضائیہ کے ایک افسر نے جب بھٹو مرحوم کو ظفر چودھری کی گھٹیا ذہنیت اور اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا تو وہ ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے، پریشانی ان کے چہرے سے عیاں تھی اور ماتھے پر گہری فکر کی شکن نمودار ہوگئی اور کہنے لگے: ''اچھا! یہ ہے ان کا اصل روپ۔''

پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے بھٹو مرحوم کو ظفر چودھری کے خلاف عملی قدم اٹھانے پر مجبور کردیا۔ ہوا یوں کہ ستمبر ۱۹۷۳ء میں ربوہ میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا، مرزا ناصر کی تقریر کے دوران پاک فضائیہ کا ایک طیارہ فضا کو چیرتا ہوا آیا اور مرزا ناصر کو سلامی پیش [illegible] گزر گیا، پھر دوسرا اور اس کے بعد تیسرا [illegible] اس طرح کی مکروہ حرکت کا مرتکب ہوا، یہ [illegible] قادیانی تھے اور انہوں نے [illegible] ظفر [illegible] کے حکم پر کیا تھا۔ مرزا ناصر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، اس نے اپنا دامن پھیلایا اور آسمان کی طرف [illegible] کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہوا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ احمدیت (قادیانیت) کا پھل پک چکا ہے اور جلد ہی میری جھولی میں گرنے والا ہے۔''

جلد ہی یہ رپورٹ اخبارات اور رسائل کی زینت بن گئی۔ خفیہ ذرائع سے بھی بھٹو مرحوم تصدیق کرچکے تھے، لہٰذا ظفر چودھری کو اس ''کارنامے'' کی پاداش میں رخصت کردیا گیا۔

۸/اگست ۱۹۷۳ء کا ''نوائے وقت'' لکھتا ہے کہ گروپ کیپٹن عبدالستار کے بقول انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی قادیانی سازش سے باخبر کیا تھا۔ ۲۵/جولائی ۱۹۷۴ء کو جسٹس صمدانی کی عدالت میں فوجی نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا۔ فاضل ٹریبونل نے ۳۱/اگست کو اس بیان کے اہم جزو اور خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے کئے، کے مطابق ''جماعت احمدیہ'' کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو ایک تقریب میں قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس سے پہلے ایئر مارشل ظفر چودھری جو

متعصب اور کٹر قادیانی ہے اور رشتے کے لحاظ سے سر ظفر اللہ خان قادیانی کا حقیقی بھیجا اور میجر جنرل نذیر احمد قادیانی ان کو ہم زلف ہے، نے بھٹو حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی، جو ناکام بنادی گئی قتل کی سازش حکومت کے علم میں ہے۔ مزید برآں تفتیشی ادارے مسٹر ایم ایم احمد قادیانی کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائرلیس ٹرانسمیٹر وصول کر چکے ہیں۔" (رپورٹ جسٹس صمدانی ٹریبونل، مندرجہ اردو اخبارات یکم اکتوبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۹ء کا ہفت روزہ "چٹان" لکھتا ہے کہ:

"۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران آغا شورش کشمیری اپنے دوست مولانا تاج محمودؒ کی معیت میں وزیر اعظم سے ملنے گئے، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کہتے ہیں کہ شورش اپنے دوست مولانا تاج محمودؒ کے ساتھ میرے پاس آئے۔ شورش نے چار گھنٹے تک مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیوں کے پاکستان کے بارے میں عقائد و عزائم پر گفتگو کی۔ دوران گفتگو شورش نے ایک عجیب حرکت کی، شورش نے باتوں کے دوران انتہائی جذباتی ہو کر میرے پاؤں پکڑ لئے۔ شورش جیسے بہادر اور شجاع آدمی کو ایسی حالت میں دیکھ کر میں لرز اٹھا، شورش کی عظمت کو دیکھ کر میں نے اسے اٹھ کر گلے لگالیا، پھر وہ ہاتھ ملا کر پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا:

"بھٹو صاحب! ہم جیسی ذلیل قوم کسی ملک نے آج تک پیدا نہیں کی ہوگی کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت نہ کر سکے۔"

پھر شورش نے روتے ہوئے میرے سامنے جھولی پھیلا کر کہا:

"بھٹو صاحب! میں آپ سے اپنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کی بھیک مانگتا ہوں۔ آپ میری زندگی کی تمام خدمات اور نیکیاں لے لیں، میں خدا کے حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا۔ خدا کے لئے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کر دیجئے، اسے میری جھولی نہ سمجھے، بلکہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جھولی سمجھ لیجئے۔"

اب اس نے زیادہ مجھ میں سننے کی تاب نہ تھی۔ میرے بدن میں ایک جھرجھری سی آ گئی، میں نے شورش سے وعدہ کر لیا کہ میں قادیانی مسئلہ ضرور بالضرور حل کروں گا۔ (عشق خاتم النبیین از طاہر عبدالرزاق)

اس تاریخی ملاقات کے بعد بھٹو نے کہا تھا کہ:

"قادیانی اتنے خطرناک ہیں، اس کا احساس مجھے ان دنوں میں ہوا ہے، میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ قادیانی مذہب کے لوگ اس قدر خوفناک ارادے رکھتے ہیں۔"

جناب ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پوری امت مسلمہ کی نظر میں سرخرو ہوگئے لیکن انہیں اس اقدام کی بہت بڑی قیمت چکانی پڑی، مارشل لا لگا اور بھٹو مرحوم کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا، اس کے بعد موصوف کو تختہ دار تک پہنچانے کے لئے مرزائی لابی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہفت روزہ "لولاک" کی ایک رپورٹ کے مطابق قادیانی پیشوا مرزا ناصر اور ظفر اللہ خاں قادیانی نے اس وقت کے لاہور ہائیکورٹ کے ایک جج سے خفیہ ملاقات کی۔ یہ ملاقات رات ۱۲ بجے یا اس کے بعد ہوئی، اس ملاقات میں کیا کیا طے ہوا واللہ اعلم۔ تاہم یہ بات مسلّم ہے کہ قادیانیوں نے اس مقدمے میں خصوصی دلچسپی لی، جس کا اہم ثبوت بھٹو کے خلاف وعدہ معاف گواہ مسعود محمود کا قادیانی ہونا ہے، جس کی گواہی سے بھٹو کے خلاف فیصلہ ہوا۔

مارشل لا حکومت نے الیکشن کمیشن کے سیکریٹری مسٹر زیڈ اے فاروقی کو تحفظ دینے کے لئے ایک وائٹ پیپر جاری کیا، جس میں بھٹو مرحوم کو دھاندلی کا ذمہ ٹھہرایا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق مسٹر بھٹو اپنی کتاب "If I am assasinated" میں لکھتے ہیں کہ:

"اس وائٹ پیپر کو یہ بھی نہیں معلوم کہ بسم اللہ کیسے کی جاتی ہے، جس کی ابتدا ہی ایک کافر (زیڈ اے فاروقی) کے نوٹ سے ہوئی ہے۔ جھوٹ سے کسی چیز کی ابتدا ہو تو سچائی پر خاتمہ نہیں ہو سکتا۔"

درحقیقت اس بات سے ان کا مطلب یہ تھا کہ کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف کیونکر قبول کی جا سکتی ہے اور وہ کافر بھی ایسا ہو جسے اس مسلمان نے اپنے قلم سے کافر و مرتد قرار دیا ہو۔ بھٹو مرحوم پر جب قادیانیوں کی حقیقت منکشف ہوگئی تو ان کی نفرت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ انہوں نے مفتی محمودؒ سے کہا تھا کہ وہ آئینی ترمیم میں بدبخت مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لکھوا کر آئین پاکستان کو پلید نہ کرائیں، نیز انہوں نے اپنے دور میں پاسپورٹ فارم میں ایک عہد نامہ شامل کروایا تھا کہ: میں مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا دعویدار نبوت سمجھتا ہوں، اس کے ماننے والے کو کافر سمجھتا ہوں:

آج ایک دفعہ پھر وطن عزیز میں قادیانی سازشیں عروج پر ہیں، لہٰذا وقت بھٹو کے جانشینوں سے اس بات کا متقاضی ہے کہ غداران ملک وملت کو آئین پاکستان کے دائرہ کار سے تجاوز کرنے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے اور اپنے پیشرو قائد ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی بھی قسم کے داخلی و خارجی دباؤ کو ہرگز قبول نہ کیا جائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ء)

# ۷ ستمبر..... ایک تاریخ ساز دن

## ۱۹۷۴ء کی تحریک کے حوالہ سے چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مفتی خالد محمود

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے، اس کلمہ کے دو جز ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف و اقرار اور اس اعتراف و اقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود نا قابل برداشت ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں، یہی "عقیدہ ختم نبوت" کہلاتا ہے جس پر صدر اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔

جو لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان و اقرار سے سرشار ہو کر نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام "تحفظ ختم نبوت" ہے۔

چونکہ اس عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ عقیدہ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔ اس لئے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے۔ اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں سب سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ کر کے امت کے سامنے اس کام کا عملی نمونہ پیش کیا چنانچہ یمن میں عبہلہ نامی ایک شخص جس کو اسود عنسی کہا جاتا تھا، نے سب سے پہلے ختم نبوت سے بغاوت کر کے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اس سے قتال وجہاد کا باقاعدہ تحریری حکم صادر فرمایا اور بالآخر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خنجر نے اس جھوٹی نبوت کا آخری فیصلہ سنا دیا۔

ختم نبوت کا دوسرا غدار مسیلمہ کذاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے نبوت محمدی میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اس کی سرزنش کے لئے بھیجا بالآخر ایک معرکۃ الآراء جنگ ہوئی اور مسیلمہ کذاب کو اس کے بیس ہزار اعتیوں کے ساتھ حدیقۃ الموت کے راستہ جہنم کے سفر پر روانہ کر دیا گیا۔ (حدیقۃ الموت اس باغ کا نام ہے جہاں مسیلمہ کذاب کی موت واقع ہوئی)۔ صرف اس ایک معرکہ میں مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام و تابعین کی شہادت کا نذرانہ پیش کیا جن میں ستر بدری صحابہ کرام اور سات سو سے زیادہ وہ صحابہ کرام تھے جو قرآن کریم کے ماہر تھے اور قراء کہلاتے تھے۔ اتنی بڑی قربانی تمام غزوات اور سرایا میں نہیں دی گئی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی جنگیں لڑی گئیں، غزوات اور سرایا ملا کر ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ اتنی عظیم قربانی پیش کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ جانیں قربان کی جا سکتی ہیں لیکن عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ آئے یہ قابل برداشت نہیں۔

غرضیکہ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمہ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا آگ میں کودنا قبول کیا مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ ابو مسلم خولانیؒ کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنا دیا۔

امت مسلمہ نے ایک ایک عضو اپنا کٹوانا گوارا کیا مگر جھوٹی نبوت کا انکار کیا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا مگر

انہوں نے بار بار انکار کیا وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا بالآخر انہیں شہید کردیا مگر حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کراسکا۔

پوری تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی جب کبھی یہ گستاخی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اسے کاٹ کر جسد ملت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

انیسویں صدی عیسوی میں اسلامی ممالک خصوصاً ہندوستان میں دماغی بے چینی اور ذہنی کشمکش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، ہندوستان میں بیک وقت مغربی ومشرقی تہذیبوں، اسلام ومسیحیت اور قدیم وجدید نظام تعلیم میں معرکہ کارزار گرم تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں مسیحی پادری اپنی تبلیغی کوششوں میں سرگرم عمل تھے، ۱۸۵۷ء کی آزادی کی کوشش ناکام ہوچکی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دماغ مفلوج اور شکست کے صدمہ سے ان کے دل زخمی تھے۔

انگریز نے مسیحی مشنریوں کے ساتھ جگہ جگہ فتنوں کے جال پھیلادیئے تھے، فرقہ واریت کو خوب ہوا دی گئی تھی، اس کی ہر ممکن کوشش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کردیا جائے، ان کے عقائد پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ مسلمانوں خصوصاً نئی نسل کے دل ودماغ کے سانچے بدل جائیں اگر ان کے ذہن کفر وشرک کو قبول نہ کرسکیں تو کم از کم خالص اسلامی بھی نہ رہیں اور دین ومذہب سے بیزاری اور نفرت کا جذبہ ان میں پیدا ہوجائے۔

انیسویں صدی کے آخر میں بے شمار فتنوں کے ساتھ ایک بہت بڑا فتنہ ایک جھوٹی اور خودساختہ نبوت قادیانیت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کی تمام وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لئے وقف ہوگئیں، انگریز کو بھی ایسے ہی خاردار خودکاشتہ پودے کی ضرورت تھی جس میں الجھ کر مسلمانوں کا دامن اتحاد تار تار ہوجائے اس لئے انگریزوں نے اس خودکاشتہ پودے کی خوب آبیاری کی۔ اس فرقہ کے مفادات کی حفاظت بھی انگریزی حکومت سے وابستہ تھی۔ اس لئے اس نے تاج برطانیہ کی بھرپور انداز میں حمایت کی، ملکہ برطانیہ کو خوشامدی خطوط لکھے، حکومت برطانیہ کے عوام میں راہ ہموار کرنے کے لئے حرمت جہاد کا فتویٰ دیا، چاپلوسی کے وہ گھٹیا اور پست طریقے اختیار کئے جس سے مرزا غلام احمد ملعون کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

قادیانی فتنہ ہندوستان کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا وہاں اس نے پر پُرزے نکالے اور انگریز کے سائے میں یہ فتنہ پروان چڑھتا رہا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود قادیان سے فرار ہوا اور پاکستان آکر اپنے دجل وتلبیس کا نیا دارالکفر قائم کیا۔ پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب قادیانیوں کو لب دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی، فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے، صرف رجسٹری کے کل اخراجات -/10034 روپے وصول کئے گئے۔ اور وہاں ربوہ کے نام سے اپنا اڈہ قائم کرکے ایک نئے قادیان کی بنیاد رکھی، سوء اتفاق کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھا، اس لئے پاکستان کی اس وقت کی حکومت میں ان کا گہرا اثرورسوخ تھا۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر ان کا قبضہ تھا، فوج میں بھی ان کا اثر ورسوخ تھا اس لئے قادیانیوں کو دھوکہ تھا کہ پاکستان میں اپنی جھوٹی نبوت کا جعلی سکہ خوب آسانی سے چلاسکیں گے۔

ادھر احرار اسلام کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے لٹ چکا تھا، تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ احرار اسلام کے زعماء حکومت وقت کے دربار میں معتوب تھے، اس لئے قادیانی اس ملک میں دندناتے پھرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قادیانیوں کے عزائم سے باخبر تھے اس لئے ۱۹۴۹ء میں ملتان کی مسجد سراجاں میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک مشاورت کی اور ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی بنیاد رکھی۔ اسی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکتبہ ہائے فکر کے رہنماؤں کو وقت کی نزاکت کا احساس دلایا اور قادیانی فتنہ کے خلاف ایک ایک کے دروازے پر دستک دی اور یوں تمام فرقے تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع ہوگئے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت وجود میں آئی، اس کی راہنمائی میں 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی، قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کے چار مطالبات حکومت وقت کو پیش کئے گئے:

(۱) مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

(۳) ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

(۴) مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

مگر اس وقت حکومت میں قادیانیوں کا اثر ورسوخ تھا اس لئے اس تحریک کو بڑی شدت کے ساتھ کچل دیا گیا۔ تحریک بظاہر ناکام ہوگئی مگر اس تحریک نے عوام میں قادیانیوں کے بارے میں شعور پیدا کردیا اور قادیانیوں کے خلاف ایک فضا قائم کردی۔

1953ء کی تحریک کے بعد ایک سرکاری افسر نے جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا: "شاہ جی آپ کی تحریک کا کیا ہوا؟" تو شاہ جی نے فرمایا "میں نے اس تحریک کے ذریعے ایک ٹائم بم مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں چھپادیا ہے جب وہ اپنے وقت پر پھٹے گا تو کوئی طاقت قادیانیوں کو تباہی وبربادی سے نہیں بچا سکے گی"۔ اور یہ ٹائم بم

1974ء میں خود قادیانیوں کے ہاتھوں پھٹا جب قادیانیوں نے 29مئی1974ء کو ربوہ اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ پر قادیانیوں کے خلاف اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نعرے لگانے کے جرم میں حملہ کیا۔ یہ سانحہ تحریک ختم نبوت 1974ء کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اس سانحہ کے بعد پورے ملک میں تحریک چلی اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک کے سامنے حکومت مجبور ہوگئی۔ ۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں اس مطالبہ پر مشتمل متفقہ طور پر قرارداد پیش ہوئی اس پر غور کے لئے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا اور اس خصوصی کمیٹی کے اجلاس کے لئے چالیس ارکان کا کورم طے کیا گیا۔ تیس ارکان حزب اقتدار کے اور دس ارکان حزب اختلاف کے۔

بہرحال قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی اور جس طرح کہ طے کیا گیا تھا کہ مرزائی اور لاہوری پارٹی کے بیانات تحریراً لئے جائیں گے اور انہیں زبانی بھی اپنی صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ اس کے مطابق قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں نے اپنے محضر نامے قومی اسمبلی میں علیحدہ علیحدہ پیش کئے، ان کے جواب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی حضرت بنوری رحمہ اللہ کی قیادت میں ”قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے اپنا تفصیلی موقف پیش کیا۔ یہ موقف دو حصوں پر مشتمل تھا، ایک حصہ مذہبی مباحث پر مشتمل تھا، جسے مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے مرتب کیا، دوسرا حصہ قادیانی سیاست اور ان کے عزائم کے بارے میں تھا جسے مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مرتب کیا، اور ان دو حضرات کی معاونت کرتے ہوئے مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے حوالہ جات کی ترتیب و تدوین کا کام کیا۔ دن میں جتنا کام مرتب کیا جاتا حضرت سید نفیس شاہ صاحب الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی کتابت کراتے، جتنا حصہ لکھا جاتا حضرت مولانا مفتی محمودؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ اور مولانا شاہ احمد نورانیؒ اسے سن لیتے اور مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد اسے پریس بھیج دیا جاتا اس طرح امت اسلامیہ کا ایک مکمل اور مدلل موقف سامنے آ گیا، یہ کتاب قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں تقسیم کی گئی، مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قومی اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ اس موقف میں اصولی طور پر قادیانی اور لاہوری گروپ کی طرف سے پیش کئے گئے محضر نامے کے جوابات آ گئے تھے لیکن باقاعدہ شق وار جواب کی سعادت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ مستقل دونوں محضر ناموں کے جوابات تحریری طور پر اسمبلی میں پیش کئے۔ یہ دونوں جوابات احتساب قادیانیت جلد ۱۵ میں شائع ہو چکے ہیں۔

قادیانی اور لاہوری گروپ نے صرف تحریری طور پر ہی اپنا موقف پیش نہیں کیا بلکہ انہیں زبانی بھی اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا چنانچہ قادیانی گروپ کی طرف سے قادیانیوں کا سربراہ مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، 5 سے 10 اگست اور 20 سے 24 اگست تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد کا بیان، اس سے سوالات و جوابات اور اس پر جرح ہوئی ان گیارہ دنوں میں 42 گھنٹے مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ لاہوری پارٹی کی طرف سے ان کے سربراہ مسٹر صدر الدین پیش ہوئے 27، 28 اگست کو ان کا بیان ہوا اور ان پر 7 گھنٹے جرح ہوئی، صدرالدین چونکہ کافی بوڑھے تھے پوری طرح بات بھی سننے کی قوت نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کا بیان میاں عبدالمنان عمر کے وسیلہ سے ہوا۔

گواہوں پر جرح اور ان سے سوالات کے لئے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار کو متعین کیا گیا انہوں نے پوری قومی اسمبلی کی اس سلسلہ میں معاونت کی اور بڑی محنت و جانفشانی سے اپنی ذمہ داری کو نبھایا۔ قومی اسمبلی کے ممبران اپنے سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل صاحب کو دیتے تھے اور وہ سوالات کرتے تھے، اس سلسلہ میں مفتی محمودؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور دیگر حضرات نے اٹارنی جنرل کی معاونت کی۔ بالآخر پوری جرح، بیانات اور غور و خوض کے بعد قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے اپنی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی۔ وزیر اعظم پہلے ہی فیصلہ کے لئے ۷؍ستمبر کی تاریخ طے کر چکے تھے۔ چنانچہ ۷؍ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں خصوصی کمیٹی کی سفارشات پیش کی گئیں اور آئین میں ترمیمی بل پیش کیا۔ وزیر قانون نے اس پر مختصر روشنی ڈالی اس کے بعد وزیر اعظم نے تقریر کی۔ وزیر اعظم کی تقریر کے بعد بل کی خواندگی کا مرحلہ شروع ہوا اور وزیر قانون نے بل منظوری کے لئے ایوان کے سامنے پیش کر دیا تا کہ ہر رکن قومی اسمبلی اس پر تائید یا مخالفت میں رائے دے۔ رائے شماری کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی نے پانچ بج کر باون منٹ پر اعلان کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کے حق میں ایک سو تیس ووٹ آئے ہیں جبکہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں ڈالا گیا اس طرح قومی اسمبلی میں یہ آئینی ترمیمی بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔

اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جتنی خوشی اور مسرت قوم کو اس فیصلہ سے ہوئی شاید ہی کسی موقع پر اتنی خوشی حاصل ہوئی ہو۔ مجلس کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر اعظم، حکومت، اراکین اسمبلی اور پوری قوم کو مبارکباد پیش کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس طرح یہ تحریک ختم نبوت جس کی بنیاد 29 مئی 1974ء کو ربوہ اسٹیشن پر ہونے والا حادثہ بنا تھا، 7؍ستمبر 1974ء کی

شام کو نتیجہ خیز ثابت ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ آخر میں تحریک سے متعلق چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

الف:..... تحریک کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی آج تک بعض حضرات یہ تاثر دینے کی سعی ناروا کرتے ہیں کہ اس تحریک کے مقاصد سیاسی تھے اور یہ مسٹر بھٹو کی حکومت ختم کرنے یا اسے نیچا دکھانے اور کمزور کرنے کے لئے اٹھائی گئی تھی حالانکہ یہ سراسر غلط بلکہ بہتان ہے۔ تحریک اور اس کے طریقہ کار کا از اول تا آخر مطالعہ کیا جائے تو خود یہ طریقہ کار چیخ چیخ کر اس خیال کے باطل اور غلط ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ تحریک کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۹؍جون کے پہلے اجلاس میں واضح کر دیا تھا کہ ہمارا دائرہ کار آخر تک محض دینی رہے گا، سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیے۔ اور رجب ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹۷۴ء کے ماہنامہ بینات کے اداریہ میں حضرتؒ نے مزید وضاحت کی:

”بعض لوگوں کی جانب سے یہ غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے کہ مجلس عمل میں چونکہ دینی وسیاسی جماعتیں شریک ہیں۔ لہٰذا یہ سیاست بازی ہے۔ حالانکہ ملک بھر کی جماعتوں کا کسی ایمانی مسئلہ پر متفق ہو جانا صرف ایمانی تقاضہ ہے۔ اسے سیاست سے کیا تعلق، بلاشبہ یہ تمام امت مسلمہ کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی تفریق ہی غلط ہے۔ خود وزیر اعظم برملا اعلان کر چکے ہیں کہ وہ منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ ذمہ داری تو سب سے بڑھ کر باقتدار جماعت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کے ایک قطعی اور بنیادی مسئلہ میں مسلمانوں کو مطمئن کرے۔ اندریں صورت اس مسئلہ کے تقدس کو سیاسی الزام سے مجروح کرنا نہایت افسوسناک بے انصافی ہے۔“ (احتساب قادیانیت صفحہ ۳۲۲)

اور ۷؍ستمبر کے بعد جب حضرت بنوریؒ قوم کو مبارکباد دے رہے تھے تو سیاسی جماعتوں کی خدمات کو ان الفاظ میں سراہا:

”اس موقع پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ سیاسی جماعتوں کا مزاج ہی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتیں۔ ہماری تحریک بحمد اللہ خالص دینی تھی۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی آئینی حفاظت اس کا مشن تھا۔ اس لئے جو سیاسی جماعتیں بھی مجلس عمل میں شامل ہوئیں انہوں نے پوری شدت کے ساتھ اس مقدس تحریک کو سیاسی آلائشوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا اور عملی طور پر اس کا پورا پورا مظاہرہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔“ (ماہنامہ بینات رمضان، شوال ۱۳۹۴ھ، اکتوبر ۱۹۷۴ء)

اور اس وقت پوری قوم بلکہ پورے عالم اسلام نے یہی سمجھا اور اس کا اظہار کیا کہ یہ خالص مذہبی معاملہ ہے۔ اور اس تحریک کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں، خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں یہی اظہار خیال فرمایا کہ یہ سیاسی نہیں ایک مذہبی معاملہ تھا۔

ب:..... اس تحریک کا ہدف صرف اور صرف قادیانی مسئلہ تھا، حکومت اس کے مدمقابل نہیں تھی اسی لئے پرجوش اور قوت عمل کے بھرپور مظاہرے کے باوجود قائدین تحریک کی اول تا آخر کوشش رہی کہ تصادم سے گریز کیا جائے حالانکہ حکومت نے اکثر و بیشتر ایسے اقدامات کئے کہ ٹکراؤ اور تصادم کی کیفیت پیدا ہو اور اس ٹکراؤ کو بنیاد بنا کر تحریک کو کچل دیا جائے لیکن آفرین ہے قائدین تحریک کو کہ انہوں نے دشمنوں اور مخالفین کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی وضاحت کی:

”بہر حال یہ طے کیا گیا کہ پرامن طریقے پر تحریک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے پوری جدوجہد کی جائے اور قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔ اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر قیمت بچایا جائے۔ ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہر صورت گریز کیا جائے۔ ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ پریس پر پابندیاں عائد کر دیں، انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا چنانچہ فیصل آباد، کھاریاں ضلع گجرات وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے۔ جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ صرف ایک شہر اوکاڑہ میں ان مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا۔ اشک آور گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا۔ مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا۔ اور تمام تلخیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔“ (احتساب قادیانیت صفحہ ۳۲۸)

(جاری ہے)

# مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد

مولانا ایاز احمد حقانی

اسلام کا مسلمہ اور قطعی عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ ان تمام حضرات انبیاء علیہم السلام میں جو چیز مشترک نظر آتی ہے اور جو انہیں دیگر انسانوں سے ممیز کرتی ہیں وہ یہ ہے: بعثت رسالت ونبوت وحی معجزات دعوت اور ان کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان تفریق، پس جو شخص یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے قطعی وحی نازل ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو ایمان لانے کی دعوت پر مامور ہیں، اس کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے معجزات عطا کئے گئے ہیں اور اس پر ایمان لانا مدار نجات ہے وہ بلا شک وشبہ نبوت ورسالت کا مدعی سمجھا جائے گا۔ رہا یہ سوال کہ جو شخص نبوت ورسالت کا مدعی ہے وہ کوئی نئی شریعت لے کر آیا ہے یا سابقہ شریعت ہی کا پابند، اسے بلاواسطہ یہ منصب حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے یا کسی نبی کی اتباع اور پیروی کے نتیجے میں یہ دولت ملی ہے وہ اپنے آپ کو مستقل قرار دیتا ہے یا کسی گزشتہ نبی کی امت میں شمار کرتا ہے، یہ چیزیں نہ تو نبوت و رسالت کی ماہیت میں داخل ہیں اور نہ اس کے لوازمات میں شامل ہے اور نہ ان تاویلات کے ذریعے سے کوئی شخص ادعائے نبوت کے جرم سے بری ہوسکتا ہے، اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی سینکڑوں تحریریں بتاتی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول، مرسل اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے۔

جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۲۷ پر درج ہے کہ:

''ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہورہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اس لئے ہم نبی ہیں، امر حق کے پہنچانے میں میں کسی قسم کا اخفانہ رکھنا چاہئے۔''

اسی طرح اربعین ص: ۱۱۲، میں تحریر ہے کہ:

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ، انجیل اور قرآن کریم پر ہے۔''

مرزا کا ایک اور قول ہے:

''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ''وآخرین منهم لما يلحقوا بهم'' بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا تعالیٰ نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ، ص: ۱۵)

یعنی مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق مرزا بروزی طور پر خاتم النبیین بھی ہوا، اس کتاب کے اس صفحہ پر یہ بھی تحریر ہے کہ:

''بروزی طور پر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟''

(ایک غلطی کا ازالہ، ص: ۱۵)

''میں ان تمام لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں، خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں، خواہ وہ یورپ کے خواہ وہ امریکا۔''

(مجموعہ اشتہارات، ج: ۲، ص: ۱۸۱)

یعنی میں تمام ملکوں کے لئے نبی ہوں، پھر یہ بھی کہا کہ مجھے بتلایا گیا ہے کہ میری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: ''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله۔''

(مجموعہ اشتہار، ج: ۲، ص: ۳۳۱)

اور ''محمد رسول الله والذين آمنوا معه اشداء على الكفار رحماء بينهم'' رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (براہین محمدیہ و مجموعہ اشتہارات مرزا، ج: ۲، ص: ۲۳۳)

''میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے

اوپر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"
(مجموعہ اشتہارات مرزا، ج:۳،ص:۴۳۵)

"خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱)

مرزا قادیانی نبی، رسول، مہدی موعود کے صرف مدعی نہ تھے بلکہ اپنی وحی پر بھی قطعی طور پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے اور اپنی وحی کا مقام بھی اسی طرح بتلاتے تھے جس طرح قرآن مجید کا مقام ہے۔

اسی طرح مرزا بھی اس بات کے مدعی تھے کہ میں خدا تعالیٰ کے نوروں میں سے آخری نور ہوں اور اس کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، مجھے چھوڑنے والا ہلاک ہوگیا اور مجھے تسلیم کرنے والا مبارک بن گیا، جیسا کہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ اس پر شاہد ہیں:

"ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک ہے جس نے مجھ کو پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بعد سب تاریکی ہے۔"
(کشتی نوح ص:۵۹)

"براہین احمدیہ میں ہے کہ مرزا کے معجزات کی تعداد تین لاکھ بلکہ دس لاکھ ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۵۶)

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے، خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں، کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔"
(حقیقۃ الوحی نمبر ۷۱)

"ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں، میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے۔" (حقیقۃ الوحی نمبر ۸۲)

"اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں کہہ میری سچائی پر خدا تعالیٰ گواہی دے رہا ہے اور لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص:۹۱)

"خداوند تعالیٰ نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔"
(حقیقۃ الوحی ص:۹۱)

"تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص:۷۳)

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱)

"جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں جیسا کہ گزشتہ زمانہ کے واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے، جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی، خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے، پس وہی رسول مسیح موعود (مرزا) ہے۔"
(تتمہ ص:۱۴)

"میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

مرزا، ان صریح اعلانات اور حلفیہ بیانات میں بحیثیت رسول کے اپنا مبعوث ہونا بیان فرمارہے ہیں، اگر ان کی وفادار امت کو آج ان کے حلفی بیان پر بھی اعتماد نہیں تو خیر، تاہم عقلاً ان سے تو یہ دریافت کرسکتے ہیں کہ کسی رسول کو اپنی بعثت کا اعلان کرنے کے لئے کون سے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں؟

**مہدی کا دعویٰ:**

مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد شریف میں درج ہے کہ ایک شخص حارث کا نام.... الخ نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ "یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۷۹)

**مسیح موعود سے بہتر ہونے کا دعویٰ:**

"خدا نے اس میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے سے اپنے تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص:۱۳)

"میں مظہر انبیاء ہوں، میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں

ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہو، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۷۲ حاشیہ)

"سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کیا ہے باستثناء ہمارے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خداوند تعالیٰ نے اپنی محبت پوری کردی ہے، اب چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۶)

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسا انعام پائے گا جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

رسالت ونبوت اور وحی لازم وملزوم ہے جب کوئی رسول دنیا میں مبعوث ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں اور وحی الٰہی ہر معاملہ میں اس کی رہنمائی کرتی ہے، اس لئے عقلاً ونقلاً یہ طے شدہ امر ہے کہ اگر کوئی شخص وحی نبوت کا مدعی ہے تو دراصل وہ رسالت ونبوت کا دعویٰ رکھتا ہے، آیئے دیکھئے کہ مرزا صاحب وحی نبوت کا مدعی ہے یا نہیں:

"خداوند تعالیٰ نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے۔" (حقیقۃ الوحی)

"لیکن بعد میں اس کے بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۴۹)

"مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا، لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دے گئی ہے۔"

(ازالہ اوہام از مرزا غلام احمد قادیانی ص:۲۰۱)

کبھی مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، کبھی مسیح اور کبھی مثیل مسیح۔ آئندہ اقتباس ملاحظہ فرماویں:

"اور مصنف مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت (دین کی تجدید کرنے والا) ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بہ شدت مناسبت ومشابہت ہے۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول)

اسی طرح مثل مسیح ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ ہے، جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔"

لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مثل مسیح سے ترقی کر کے وہ مسیح موعود بن گئے اور انہوں نے اپنے دل میں یقین کرلیا کہ پہلے وہ اپنے مقام ومرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے وہ لکھتے ہیں:

"مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے، یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح کہا گیا ہے۔" (کشتی نوح ص:۴۷)

مرزا قادیانی نے صرف تمثل مسیح اور مسیح موعود بننے پر اکتفانہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو مریم پایا، کشتی نوح ہی میں تحریر کرتے ہیں:

"سوچوں کہ خداوند تعالیٰ جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہوجائے گی گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا، پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا، پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خداوند تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔" (کشتی نوح ص:۴۶)

مرزا کا دعویٰ ہے کہ جو زلزلے طاعون اور دیگر آفات ان کے زمانے میں نازل ہوئے وہ بھی ان کی رسالت کا معجزہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس ملاحظہ فرماویں:

"خداوند تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں، عادت اللہ ہمیشہ سے اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے

جمع ہوتے ہیں، تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے تب اسی کا مبعوث ہونا شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے جو پہلے ہی مجرم ہو چکی ہیں، ایک محرک ہو جاتا ہے اور شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے، اس لئے اس بات کا علم ضروری ہے کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول موجود ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، ص:۱۹۰)

اس طرح مرزا قادیانی نے قرآنی آیات میں تحریف کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ خود اس نے لکھا ہے:

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم کتب سماوی ہے اور شعشہ یا نقطہ اس کی شرائط اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو، اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔"

(ازالہ اوہام، ص:۱۳۷)

مرزا قادیانی کے اپنے فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے، مرزائی حضرات بھی اور ہمارے بھائی بھی گزشتہ تحریرات و حوالہ جات کو پڑھ کر دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ کیا یہ تحریف قرآن نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور خود مرزا کے قول کے مطابق مرزا اور ان کی جماعت اسلام اور مومنین سے خارج اور کافر ہے یا نہیں؟ مرزا کے ایک حوالے کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اپنے اس مضمون کو ختم کر رہا ہوں۔

"ایک روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ "انا انزلناہ قریباً من القادیان" تو میں نے سن کر بڑا تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ شاید قریب نصف کے موقع پر ہی یہ الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے، تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں! واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کے نام بڑے اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ وہ تین شہر یہ ہیں: مکہ، مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام، ص:۹۲۵)

میں نے یہ آخری عبارت صرف قارئین کے فیصلہ کے لئے لکھ دی ہے۔ مضمون کے طویل ہونے کی وجہ سے میں نے یہاں مرزا کی بے وقوفی اور مجنونانہ تحریرات سے دریغ کیا جو کبھی لکھتا ہے کہ مجھے مالیخولیا ہے، کبھی کہتا ہے مرگی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مرزا دجال کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

## اٹھارہ روزہ اصلاحی و تربیتی کورس، ضلع صوابی

صوابی (مولانا فیضان الحق مجددی) دارالعلوم شمس الاسلام میاں کلے (صوابی) میں مولانا یوسف زادہ حقانی کی نگرانی میں اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلبا اور عام مسلمانوں کو اٹھارہ روزہ اصلاحی و تربیتی کورس پڑھایا گیا، جس میں بالخصوص، توحید باری تعالیٰ، سیرۃ خاتم الانبیاء، مسئلہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، عظمت صحابہ کرامؓ، عظمت اہل بیتؓ تفصیل سے پڑھائے گئے۔ اس کورس میں ایم اے، بی اے، ایف اے، اور میٹرک کے طلبا نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ کورس میں عقیدہ ختم نبوت کے مسئلہ کو تفصیلی طور پر پڑھایا گیا اور رد قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی قلابازیوں اور جھوٹے دعوؤں سے شرکا کو آگاہ کیا اور قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں سے شرکا کو باخبر کیا۔

قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات: یونیورسل اسٹیبلائزر، قاضی دواخانہ گوجرانوالہ، روزنامہ سچ پشاور، شیزان کمپنی کی جملہ مصنوعات، رومی جیولرز، شاہ تاج شوگر ملز، پرل بناسپتی، اوسی ایس کوریئر، ذائقہ گھی کے متعلق بتایا گیا کہ اس کے تمام تر منافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کے خلاف استعمال ہو رہا ہے تمام ساتھی بائیکاٹ کی خصوصی مہم چلائیں۔

کورس کے مدرسین حضرات مولانا صابر شاہ حقانی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل صوابی حضرت مولانا محمد عثمان حقانی تھے۔ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی پیر حضرت مولانا اعزاز الحق نقشبندی شاہ منصوری دامت برکاتہم نے اختتامی بیان اور دعا فرمائی اور بعد میں تمام طلبا کو اسناد دیں اس موقع پر ضلعی ناظم اطلاعات و تعلیمات فیضان الحق مجددی شاہ منصوری اور دیگر ختم نبوت کے کارکنان موجود تھے۔

## حاجی اشفاق احمد بھی چل بسے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

موصوف بہاول پور کے باسی، غیرت مند اور متحرک مسلمان تھے، تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء، تحریک نظامِ مصطفیٰ، ۱۹۷۷ء تحریک ناموس رسالت سمیت تمام چھوٹی بڑی تحریکوں میں شامل رہے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام اور دینی جماعتوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک، کاز، مشن کے زبردست موید اور معاون رہے۔ ایک عرصہ تک مرکزی انجمن تاجران بہاول پور کے صدر کی حیثیت سے تاجروں کے مسائل حل کرانے میں کوشاں رہے۔ دردمند دل رکھتے تھے، ملک وملت پر جب کوئی آفت آتی تڑپ اٹھتے، بندہ جب بہاول پور میں مبلغ تھا اور مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یوسف مدظلہ، غلام سرور خان مرحوم، حاجی سیف الرحمٰن مدظلہ کا طوطی بولتا تھا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مذکورہ بالا حضرات سے مل کر فعال کردار ادا کرتے رہے۔

دبلا پتلا جسم ہونے کی وجہ سے پھرتیلے آدمی تھے۔ گزشتہ کچھ ماہ سے بیمار ہوئے اور کینسر کا موذی مرض تشخیص ہوا۔ شوکت خانم ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہے: ’’مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی‘‘ وفات سے کچھ دن پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی حفظہ اللہ کو بلاکر مبلغ چھتیس ہزار روپے کی رسید کٹوائی اور اداروں کے ساتھ تعاون کیا۔ مولانا ساقی نے بندہ کو بتلایا تو بندہ کا ماتھا ٹھنکا کہ حاجی صاحب مکمل تیاری کر چکے ہیں۔

رمضان المبارک کا پہلا جمعہ بہاول پور پڑھا تو موصوف نے بتلایا کہ حاجی اشفاق احمد رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ساقی کی قیادت میں موصوف کے بیٹوں شمس العارفین اور حافظ انور العافین سے ان کے گھر واقع ماڈل ٹاؤن سی میں تعزیت کے لئے گئے تو موصوف کے بڑے بیٹے شمس العارفین نے بتلایا کہ ان کا انتقال ۳ رجولائی ۲۰۱۱ء کو صبح ۹ بجے ہوا، عمر ۶۵ سال تھی۔ جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔

ان کی نماز جنازہ بعد نماز عصر ماڈل ٹاؤن بی کی جنازہ گاہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مہتمم دارالعلوم مدنیہ نے کی اور انہیں سپرد خاک کردیا گیا۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرماکر سیئات سے درگزر فرمائیں اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک اور دعاگو ہے۔

☆☆..................☆☆

## نئی نسل کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قادیانیوں رمرزائیوں سے متعلق قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ سے آگاہ کریں: علماء کرام

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، قاضی احسان احمد اور دیگر راہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں ملک بھر کے ائمہ کرام اور خطباً حضرات سے اپیل کی ہے کہ ۷ ستمبر کو یوم تجدید عہد منائیں اور عوام الناس خصوصاً نئی نسل کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قادیانیوں اور مرزائیوں سے متعلق قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ سے آگاہ کریں، جس میں پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے تمام اراکین اسمبلی نے قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور قادیانی ناسور کو امت مسلمہ کے وجود سے کاٹ کر الگ کردیا ہے، اس طرح مسلمانوں کا ۹۰ سالہ مطالبہ پورا ہوا اور قادیانیت ذلیل ورسوا ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر تمام دینی و مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے مشترکہ جدوجہد کی اور اللہ تعالیٰ نے منکرین ختم نبوت کو ناکام ونامراد کیا۔ ان راہنماؤں نے کہا کہ پارلیمنٹ کے اس جرأت مندانہ فیصلہ کے وقت جو مسلمان نسل کمسن تھی وہ اب جوان ہوچکی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس نئی نسل کو قادیانی عقائد ونظریات اور ان کی ملحدانہ سرگرمیوں سے روشناس کرایا جائے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد قادیانیوں نے اپنی شرانگیز مذہبی سرگرمیاں روک دی تھیں مگر ہماری کمزوریوں اور نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منکرین ختم نبوت نے دنیا بھر میں پاکستان اور اہل پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے بھرپور پروپیگنڈے شروع کیا ہوا ہے۔ قادیانیوں اور مرزائیوں نے اب تک اپنے خلاف آئینی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے آپ کو ’’مسلمان‘‘ باور کرانے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس طرح دجل وتلبیس اور دھوکا و فریب سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آیئے ہم آج کے دن عہد کریں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس، تاج ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

REGD. NO. SS-160

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیرِ صدارت
حکیم العصر محدث کبیر
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیرِ نگرانی
حضرت مولانا
خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

# 30 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

مسلم کالونی مقام چناب نگر

بتاریخ 13 جمعرات 14 جمعۃ المبارک اکتوبر 2011

عنوانات:

توحیدِ باری تعالیٰ | سیرتِ خاتم الانبیاء | مسئلہ ختمِ نبوت

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام | عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت | اتحادِ اُمت

اور ظہورِ مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611